امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

نقیب

ہفتہ وار

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون

مولانا رضوان احمد ندوی

اس شمارہ میں

■ اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
■ دینی مسائل
■ قطب عالم مولانا سید محمد علی مونگیریؒ
■ اولیاء اللہ کی کرامتیں
■ انسانیت کا منشور آزادی
■ ایمان وعقدہ کی پختگی کے بغیر......
■ اخبار جہاں، تعلیم وروزگار، ہفتہ رفتہ
■ طب وصحت، ملی سرگرمیاں

جلد نمبر 61/71 | مورخہ ۴؍ جمادی الثانیہ ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۸؍ جنوری ۲۰۲۱ء روز سوموار | شمارہ نمبر 03

نئی تعلیمی پالیسی اور مدارس

مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی مدظلہ امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ، جنرل سکریٹری آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ، سجادہ نشیں خانقاہ رحمانی مونگیر، بانی رحمانی فاؤنڈیشن، بانی رحمانی ۳۰

کرونا زدہ دور چل رہا ہے، ''علیحدگی'' سب کا مقدر بنی ہوئی ہے، ایسے حالات میں ''نئی تعلیمی پالیسی'' سامنے ہے، امید ہے کہ فکر منداور دردمند اہل علم اس کا جائزہ لے رہے ہوں گے، اور چیزیں چھن چھن کر باہر آئینگی ــــ انہیں حالات میں سنت کبیر نگر (یوپی) کی ایک خبر اہل تعلق نے دی اور تصویر بھی بھیجی، جسمیں ایک صاحب پڑھا رہے ہیں، چند طلبہ پڑھتے نظر آرہے ہیں۔ گشتی پولیس عملہ پہونچا، اسکی نظر پڑ گئی، اور پولیس عملہ کووڈ ۱۹ کی ہدایات اور آداب کے پیش نظر پڑھانے والے عالم کو گرفتار کرلیا، نہ یہ سنا کہ طلبہ کتنے ہیں، نہ یہ دیکھا کہ سیلف ڈسٹنسنگ ہے یا نہیں۔

یہ ایک نمونہ ہے، حکومت اور سرکاری مشنری کے جبر کا ــــــــ یہ پس منظر ذہن میں رکھئے اور نئی قومی تعلیمی پالیسی پر غور کیجئے، پالیسی کے ان صفحات میں کئی ایسی سطریں نظر سے گذر گئیں، جن پر انگلی رکھی جانی چاہئے، نہ صرف ایک مسلمان کی حیثیت سے، بلکہ ایک ہندوستانی کی حیثیت سے بھی!۔ وہ پوری تنقیح بعد میں آئیگی، ابھی ذکر خیر مدارس کا ہے۔

پچھلی حکومتوں میں بھی مدارس کے سلسلہ میں ''رام نام ستیہ ہے'' کی تدبیر کی جاچکی تھی، دور تھا پنڈت جواہر لال نہرو کا، وزارت تعلیم نے لازمی پرائمری تعلیم کی اسکیم شروع کی، والد ماجد حضرت مولانا منت اللہ صاحب رحمانی نے خطرہ کی بو بھانپی، اور ملک کی اہم شخصیتوں کے نام خطوط بھیجے، جن میں مجاہد ملت حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے اور ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب مرحوم بھی۔ بات چلی اور چل پڑی ــــ اس اسکیم کا فائدہ یہ تھا کہ ملک کا ہر بچہ لازمی طریقہ پر اسکول پہونچ جاتا، اور دس گیارہ برس کی عمر تک اسکول میں تعلیم حاصل کرتا، اسکی تعلیم کا رخ متعین ہوجاتا، اسطرح مکاتب ختم ہوجاتے، مدارس تدریجاً بند ہوجاتے پھر بڑے مدارس بھی وقت کے ساتھ سمٹ جاتے۔

والد ماجد رحمۃ اللہ کا کہنا یہ تھا کہ لازمی پرائمری تعلیم نافذ ہو، مکتب اور مدرسہ کو بھی لازمی تعلیم کا حصہ مانا جائے۔ اور یہ بھی تسلیم کرلیا جائے کہ مکاتب اور مدارس حکومت کی نگاہ میں تعلیمی ادارے ہیں، حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب اور حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صاحب نے بڑی کوششیں کیں، کئی وفود نے وزیر تعلیم اور وزیر اعظم سے ملاقاتیں کیں، نتیجہ یہ ہوا کہ اس وقت مدارس کی تعلیم کو عملاً تعلیم مانا گیا، اور مرکزی حکومت کی وہ اسکیم صرف پرائمری اسکول کھولنے اور ٹیچر بحال کرنے تک محدود رہی، کہیں کہیں صوبائی حکومتوں نے ان اسکولوں کی کچھ عمارتیں بھی بنوائیں۔

دوسرا مرحلہ اس وقت آیا، جب رائٹ ٹو ایجوکیشن ایکٹ آیا، اور اس میں یہ پابندی رکھی گئی کہ چھ سے اٹھارہ سال تک کا انسان لازماً سرکاری تعلیمی اداروں میں پڑھا کریگا ــــ میں نے ایکٹ پڑھکر بہت سے نمائندہ حضرات کو خط لکھا، اور پورے معاملہ کو سمجھانے کی کوشش کی، جناب کپل سبل صاحب اس زمانہ میں ہیومن ریسورس منسٹری کے وزیر تھے، اسی سلسلہ میں ایک وفد کے ساتھ ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وہاں باتیں کم تو تکار زیادہ ہوئی ہم لوگ ناکام لوٹے، مگر نامراد نہ ہوئے۔ دل نے یہ کہا، اور کھل جائینگے دو چار ملاقاتوں میں ــ میں مختلف وفود کے ساتھ ملتا رہا، بات سونیا گاندھی تک لے گیا، ان کی مداخلت کاری نے سہارا دیا، ہم لوگوں کی باتوں میں وزن بھی تھا، جسے کپل سبل صاحب جیسے باوزن سمجھ گئے، ایکٹ میں ترمیم ہوگئی، مدارس اور ویدک پاٹھشالہ کو بھی تعلیمی ادارہ مان لیا گیا، اور مدارس سے وہ خطرہ ٹل گیا۔

نئی تعلیمی پالیسی ۲۰۲۰ء میں مدارس کے بارے میں کچھ نہیں کہا گیا ہے، مرکزی حکومت نے اس پالیسی میں ایک تو یہ کیا کہ اسکول کی تعلیم کی ساری ذمہ داری اپنے سر لینے کی کوشش کی ہے اور اسکول، کالج اور یونیورسٹی کو خود کنٹرول کرنا چاہا ہے جبکہ تعلیم کنکرنس لسٹ میں ہے یعنی یہ صوبائی حکومت کا بھی موضوع ہے اور مرکزی حکومت کا بھی! ــــــــ نئی پالیسی میں دوسری چیز یہ کی گئی ہے کہ تین سال کی عمر سے بچوں کو اسکول میں تعلیم دیجائیگی، اور اسی عمر سے بچے اسکول جانے لگیں گے، اور تین سال کے بعد سے اگلے ہر ایک سال کیلئے نئی قومی تعلیمی پالیسی میں رہنمائی موجودہ ہے ــــــــ ابھی جو پرائیوٹ اسکول (پلس ٹو تک کے معیار) کام کررہے ہیں، اور جنکی وجہ سے ان طلبہ کا تعلیمی معیار عمومی طور پر بہتر ہے، جو پرائیوٹ اسکولوں میں پڑھ رہے ہیں، یہ سارے اسکول مرکزی حکومت کے بنائے جانیوالے ادارہ کی نگرانی میں آجائینگے، اور سارے انتظامات اسی ادارہ کے ماتحت انجام پائینگے، الفاظ ابھی جونسے استعمال کئے جائیں، اور کتنا ہی بچ بچا کر لکھا جائے مگر مطلب واضح ہے کہ پرائیوٹ اسکولوں کے دست وبازو باندھ دیئے جائینگے، سرکاری کارندے جب چاہینگے کمیٹی بدل دینگے اور یہ ''معیاری تعلیم'' کے نام پر کیا جائیگا، اسطرح جو ادارے آزادانہ کام کررہے ہیں اور عام طور پر اچھی تعلیم دے رہے وہ سرکاری کارندوں کے دستبرد سے محفوظ نہیں رہ سکینگے۔

آئین ہند کی بنیادی دفعہ ۳۰ پر اس تعلیمی پالیسی میں کچھ نہیں کہا گیا ہے، میری رائے ہے کہ آئین کی اس اہم دفعہ کو باقی رکھا جائیگا، مگر اسکے قانونی اطلاق کو محدود تر کردیا جائیگا، جیسے اسی دفعہ کے ساتھ یہ بھی آئین میں موجود ہے کہ دفعہ ۳۰ کے تحت چلنے والے اداروں کو حکومت سے اسی طرح امداد ملے گی، جس طرح سرکاری اداروں کو ملا کرتی ہے، مگر اس دفعہ کی عمومیت کو عدالت کے فیصلہ کے ذریعہ محدود کردیا گیا ہے۔ کچھ اسی طرح مرکزی حکومت قینچی چلائیگی، اور لسانی اور مذہبی اقلیتوں کے قائم کئے ہوئے اسکولوں پر اپنا مکمل کنٹرول بنائیگی اور آئین میں دیئے گئے لسانی اور اقلیتوں کے اس حق کو ختم کردیگی کہ وہ اپنے ادارے بنائیں اور اس کا نظم وانتظام (ایڈمنسٹریشن) چلاتے رہیں۔

آئین کی اسی بنیادی دفعہ ۳۰ کے دائرہ میں وطن عزیز کے سارے مکاتب اور مدارس کام کررہے ہیں، جب اس دفعہ میں انکروچمنٹ (ناجائز دخل قبضہ) ہوگا اور معیاری تعلیم کے نام پر ہوگا تو یہ مرکزی حکومت ۲۰۳۰ء تک کیا کیا کرے گی؟ آسانی سے اسکا اندازہ لگایا جاسکتا ہے!

عالمی ماہرین تعلیم اور ماہرین نفسیات کی اس بحث میں ابھی نہیں پڑنا چاہتا کہ بچہ کی تعلیم کی ابتداء کس عمر میں ہونی چاہئے، گرچہ اسمیں بڑی اکثریت کی رائے ہے کہ بہت کم عمری میں بچوں کی پیٹھ پر بستہ کا بوجھ نہ ڈالا جائے، یہ گفتگو الگ تجربہ کار رائے کا موضوع ہے ــ لیکن بھارت میں اتنے اور ایسے اسکول بنادیئے جائیں، جہاں تین سال کے بچے اور بچیوں کی تعلیم کا عمدہ نظم ہوجائے، اور اس اسکول کے ہیڈ ماسٹر کے سر پر آر ایس ایس اور بی جے پی کے رضا کار ڈنڈا لیکر پہونچ جائیں کہ فلاں فلاں گھر کا بچہ بچی اسکول میں داخل نہیں ہوئے ہیں، پڑھ نہیں رہے ہیں تو آپ خود سوچئے ہیڈ ماسٹر اس وقت کیا کرے گا؟ اور بچے اور بچیاں مکتب اور مدرسہ کا رخ کرسکیں گے؟

بہت جلد وہ وقت آنے والا ہے جب مکتب اور مدرسہ میں ابتدائی تعلیم حاصل کرنیوالوں کو آر ایس ایس کے رضا کار، لاٹھی بردار کارندے ہیڈ ماسٹر کے ذریعہ مکتب اور مدرسہ سے طلبہ کو چھڑا کر اسکول پہونچادینگے اور جو کچھ دینی تعلیم وتربیت کا سلسلہ ابھی جاری ہے اور مکاتب اور مدارس کے ذریعہ کام چل رہا ہے، وہ بند ہوجائیگا ــــ سمجھنے والے پورے طور پر سمجھ رہے ہیں کہ مرکزی حکومت نہ جوانوں کی نوکری کا نظم کرسکتی ہے نہ ملک کی معیشت سنبھال سکتی ہے اور نہ اقتصادی صورتحال کو چست ودرست بناسکتی ہے، وہ بس نوجوانوں سے ڈنڈا برداری کا کام لے سکتی ہے، اور دیش بھکتی کے نام پر ایسی حرکتوں کو انجام دلانے کا گُر جانتی ہے، وہ اصل مسائل سے نوجوانوں کے ذہن کو ہٹائیگی اور اس طرح کی حرکتوں میں مشغول رکھے گی۔

پھر اسے بھی نظر انداز کرنا غلطی ہوگی، کہ پچھلے برسوں میں افسروں کا جو ذہن بنا ہے، اسکے پیش نظر غور کرنا چاہئے کہ اگر کوئی ڈسٹرک ایجوکیشن افسر ہیڈ ماسٹروں کو ایک سرکلر بھیجدے کہ تین سال یا اس سے زیادہ عمر کا کوئی بچہ؍ بچی اسکول میں ایڈمیشن سے نہ رہ جائے، جو ہیڈ ماسٹر اسپر توجہ نہیں دے گا، اسکی تنخواہ روک دیجائیگی ــــ کیا یہ نسخہ ہیڈ ماسٹر کو دوڑنے پر مجبور نہیں کردیگا۔ اور ایسا ڈی ای او یہ دعوی نہیں کرے گا کہ ''اسے سکچھا وبھاگ پُرسکرت کرے، اسنے شت پرتی شت نامانکن کا لکچھ ارجت کرلیا ہے''

یہ سب امکانی صورتحال ہیں، جو پیش آئینگے، میرا طویل تجربہ یہی بتاتا ہے۔ اسکے لئے ابھی سے فکر کرنی چاہئے، حوصلہ اور ہمت کے ساتھ بڑے پیمانہ پر پہلے فکرمندی اور راہ عمل مرتب کرنی چاہئے، اور لانبی پلاننگ کے ساتھ اقدامات ابھی سے شروع کردینے چاہئیں، خاص کر خودکفیل مکاتب کا نظم ہر آبادی میں ضروری ہے، تاکہ دین کی بنیادی معلومات اور اردو اگلی نسلوں میں زندہ رہے۔

اللہ کی باتیں ---- رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

ایمان وعمل کی فکر کیجئے

اللہ مسلمانوں کے لئے فرعون کی بیوی کی مثال بیان فرماتے ہیں، جب اس نے کہا اے میرے پروردگار، میرے لئے اپنے پاس جنت میں ایک گھر بنادیجئے اور مجھ کو فرعون اوراس کے عمل سے محفوظ رکھئے اور مجھے ظالم لوگوں سے نجات عطا کیجئے، اور اللہ عمران کی بیٹی مریم کی مثال بیان کرتے ہیں جس نے اپنی شرم گاہ کی حفاظت کی، پھر ہم نے اس میں اپنی طرف سے ایک روح پھونک دی اور وہ اپنے پروردگار کے احکام اوراس کی کتابوں کی تصدیق کرتی رہی اور وہ فرماں بردار بندوں میں سے تھی۔ (سورہ تحریم: آیت ۱۲، پارہ ۲۸)

تشریح:۔ قرآنی تمثیلات اورتشبیہات سے اصل غرض اور مقصود عبرت ونصیحت حاصل کرنا ہے کہ انسان ان میں غوروفکر کرکے دنیا کی حقیقت، اس کی ناپائیداری اورزوال وفنا کو سمجھتے ہوئے اللہ پر پختہ ایمان ویقین رکھے، اوررسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کرتے ہوئے ان کے ارشادات پر عمل کرے، چنانچہ قرآن کریم میں ضرب الامثال کا کثرت کے ساتھ استعمال کیا گیا، انہیں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چارعورتوں کا تذکرہ کیا، دوایسی عورتیں جو پیغمبر کے نکاح میں ہونے کے باوجود اللہ کے عذاب سے بچ نہ سکیں، حضرت نوحؑ کی بیوی واغلہ۔ اورحضرت لوطؑ کی بیوی والہہ نے توحید والوہیت کا انکار کیا، جس کے نتیجہ میں یہ دونوں دوزخ میں جائیں گی۔ تیسری وہ عورت جو سب سے بڑے مدعی خدا فرعون کی بیوی آسیہ تھیں، انہوں نے حضرت موسیٰؑ کو نبی تسلیم کیا، ان پر ایمان لے آئیں، جس کی پاداش میں فرعون نے بڑی اذیتیں پہونچائیں، مگر اللہ کی اس بندی کے ایمان میں تزلزل نہ آیا اور وہ ایمان پر قائم رہیں، اللہ نے ان کو یہ درجہ عطا کیا کہ دنیا میں ہی ان کو جنت کا مقام دکھلا دیا، تفسیر مظہری میں ہے کہ انہوں نے اللہ سے دعا کی کہ میرے رب جنت میں اپنے پاس گھر بنادیجئے اللہ نے دنیا میں ہی ان کو جنت کا گھر دکھلا دیا، چوتھی حضرت مریم علیہا السلام ہیں جو کسی کی بیوی نہیں، مگر ایمان وعمل صالح کی وجہ سے اللہ نے ان کو یہ مقام دیا کہ ان کو بڑے کمالات عطا فرمائے، اللہ نے ان چارعورتوں کی مثالیں کیوں دی، اس کی وضاحت کرتے ہوئے مفسر قرآن حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ نے لکھا کہ ’’ان سب مثالوں سے یہ واضح کردیا کہ ایک مؤمن کا ایمان اس کے کسی کافرعزیز کے کام نہیں آسکتا اورایک کافر کا کفراس کے کسی مومن عزیز کو نقصان نہیں پہونچا سکتا، اس لئے انبیاء واولیاء کی بیویاں اس پر بےفکر نہ ہوں کہ ہمیں ہمارے شوہروں کی وجہ سے نجات ہو ہی جائیں گی اور کسی کافر فاجر کی بیوی یہ فکر نہ کرے کہ اس کا کفر میرے لئے کسی مضرت کا سبب بن جائے گا، بلکہ ہرایک مرد وعورت کو اپنے ایمان وعمل کی فکر خود کرنی چاہئے (معارف القرآن ج ۸) اس آیت میں ہرشخص کے لئے درس عبرت ہے کہ اس کو اپنے کردار وعمل کا حساب دینا پڑے گا، اس لئے اس حساب سے پہلے ہم خود اپنا محاسبہ کریں اور اللہ کو راضی کرنے والے اعمال سے زندگی کو سنواریں۔

تین لائق رشک حضرات

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین قسم کے آدمی قیامت کے دن کستوری کے ٹیلوں پر ہوں گے اوراولین وآخرین ان پر رشک کریں گے، ایک وہ شخص جو محض رضائے الٰہی کے لئے ہردن رات میں پنجگانہ نمازوں کی آذان دیتا ہے، دوسرا وہ شخص جو کسی قوم کی امامت کرے، اس حالت میں کہ وہ اس کے دین ودیانت اورطہارت وتقویٰ کی وجہ سے اس سے راضی ہوں، تیسرا وہ غلام جس نے اللہ تعالیٰ کا حق بھی ادا کیا اوراپنے آقاؤں کا بھی۔ (ترمذی شریف ابواب صفة الجنة)

وضاحت:۔ قیامت کے دن ہرشخص نفسی نفسی کے عالم میں ہوگا، ان میں کچھ ایسے لوگ بھی ہوں گے، جو پسینے سے شرابور ہوں گے، اوردنیا میں کئے گئے اپنے اعمال وکردار کے حساب میں پھنسے ہوں گے، لیکن تین قسم کے خوش نصیب بندے مشک وعنبر کے ٹیلوں پر فائز ہوں گے، لوگ انہیں دیکھ کر رشک کریں گے کہ کاش یہ مقام ومرتبہ ہمیں بھی حاصل ہوتا، ان تین خوش نصیب لوگوں میں ایک وہ شخص ہوگا جو دنیا میں مسلمانوں کو خدا کی بارگاہ میں حاضری دینے اورنماز پڑھنے کی دعوت دیتا تھا، اللہ اس کو اپنے فضل وکرم سے عزت ورفعت عطا فرمائیں گے، ان کو یہ سعادت آذان دینے کے صلہ میں حاصل ہوگی، غور کیجئے کہ اللہ کے یہاں تو یہ مقام ومرتبہ ہوگا مگر ہم کو اپنا جائزہ لینا چاہئے کہ دنیا میں مؤذنوں کے ساتھ ہمارا طریقہ عمل کیا ہے، مسجد کمیٹی کے لوگ اور مقتدی مؤذن کو بسا اوقات حقارت کی نظروں سے دیکھتے ہیں، اگر آذان دینے میں دوچار منٹ دیر ہوگئی تو ڈانٹ ڈپٹ کرتے ہیں جو کہ کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے، جن کا مقام اللہ کے یہاں بلند ہے ہم بھی ان کی تعظیم وتکریم کریں، البتہ مؤذن صاحب بھی اپنی ذمہ داریوں کو عبادت سمجھ کر انجام دیں، مسجد کی ہرخدمت کو اپنے لئے نجات تصور کریں، مسجد کی دیکھ ریکھ، صفائی ستھرائی کا خیال رکھیں، دوسرا وہ شخص جو قوم کی امامت کرتے ہیں، نماز پڑھاتے ہیں، انہیں بھی اللہ بلند مرتبہ عطا فرمائیں گے، کیونکہ امام محلّہ، بستی اورقوم کا پیشوا ہوتا ہے، وہ گویا اعلیٰ منصب پر فائز ہے، ان کی عزت کرنا اور محبت واحترام کی نگاہوں سے دیکھنا ہرمسلمان کی دینی واخلاقی ذمہ داری ہے، جب آپ کے دل میں امام کی قدر ومنزلت ہوگی تو نماز میں خشوع وخضوع کی کیفیت اورروحانیت ونورانیت پیدا ہوگی، اوراگر دل میں کدورت، حسد وبغض ہوگا توان کی اقتداء میں پڑھی جانے والی نمازوں کی روحانیت وکیف وسرور ختم ہوجائے گی، البتہ موذن وامام کی بھی ذمہ داری ہے کہ اس کا ہرکام سنت وشریعت کے مطابق ہو، کوئی کام خلاف شرع نہ ہو، ورنہ مقتدی اس کو دلیل وحجت بنا کر پیش کریں گے، لہٰذا! ان دونوں کو بہت احتیاط برتنے کی ضرورت ہے، امامت کرنا ایک انتہائی نازک ذمہ داری ہے، بےغرض اوردنیاوی مفادات کی سطح سے بلند ہوکر خدمت کریں، کسی بھی صاحب ثروت اوراہل وجاہت سے مرعوب ہوکر حق گوئی سے باز نہ آئیں، حدیث مذکورہ میں قیامت کے دن جس تیسرے شخص کے بلند مرتبہ پر فائز ہونے کا تذکرہ کیا گیا وہ غلام جو دنیا میں اپنے مالک کی بھی خدمت کرتا ہے اوراللہ کی یاد، ذکر وتلاوت اورریاضت ومجاہدہ بھی کرتا رہتا ہے، گویا اس دوہری ذمہ داری کو احسن طریقے سے انجام دینے کے صلہ میں اللہ تعالیٰ اسے بلند مقام عطا فرمائیں گے، حدیث پاک کو غوراورتوجہ سے پڑھئے اوراپنے اندر اصلاح حال کی کوشش کیجئے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

قبرستان میں جے سی بی مشین یاٹریکٹر کے ذریعہ مٹی بھرانا

قبرستان میں بہت زیادہ جنگل جھاڑی ہونے اور برسات میں پانی جمع ہونے کی وجہ سے قبرستان کمیٹی نے صفائی اورمٹی بھرانے کا منصوبہ بنایا ہے، اس سلسلہ میں سوال یہ ہے کہ قبرستان میں جنگل جھاڑی کی صفائی اور مٹی بھرائی درست ہے یانہیں؟ مٹی بھرنے کے لیے قبرستان میں جہاں قبریں بھی ہیں، ٹریکٹر یا جے سی بی مشین کے ذریعہ مٹی ڈالنا اور برابر کرنا درست ہے یانہیں؟

الجواب ــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

قبرستان میں غیرضروری جنگل جھاڑی کی صفائی اورمٹی ڈال کر قبرستان کی اصلاح کرنا شرعاً جائز ودرست ہے لیکن اس کے لیے ٹریکٹر اور جے سی بی مشین کو قبرستان کے اس حصہ میں جہاں قبریں ہوں، چلانا قبروں کو روندنے کے مترادف ہے، جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔

’’نھی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم أن تجصص القبور و أن یکتب علیھا و ان یبنیٰ علیھا و أن توطأ‘‘ (ترمذی /۲۰۳ باب کراھیة تجصیص القبور والکتابة علیھا)

لہٰذا صورت مسئولہ میں قبروں والے حصے میں ٹریکٹر یا جے سی بی مشین کے ذریعہ مٹی ڈالنا شرعاً صحیح نہیں ہے، بہتر یہ ہے کہ ان مشینوں کے ذریعہ ایک کنارہ میں مٹی ڈال دی جائے، پھر مزدوروں سے اٹھوا کر پورے قبرستان میں جہاں ضرورت ہواس کو پھیلا دیا جائے۔ فقط

قبرستان میں جانوروں کو چرانا

ہمارے یہاں قبرستان میں گائے، بیل، بھینس وغیرہ کو لوگ چرنے کے لیے چھوڑ دیتے ہیں جانور قبروں کو روندتے ہیں، اس پر پیشاب ولید بھی کرتے ہیں، منع کرنے پر لوگ مانتے نہیں ہیں، شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب ــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

میت کا احترام ضروری ہے، کوئی ایسا کام جس سے اس کی توہین لازم آئے شرعاً درست نہیں ہے، اورظاہر ہے جب جانور قبرستان میں چریں گے تو قبروں کو روندیں گے بھی اور پیشاب وپاخانہ بھی کریں گے اور یہ ساری چیزیں میت کی توہین وتکلیف کا سبب ہیں، جن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

’’کسر عظم المیت ککسرہ حیاً‘‘ (ابو داؤد/۴۵۸؛ کتاب الجنائز) میت کی ہڈی توڑنا زندہ کی ہڈی توڑنے کی طرح ہے۔ شارحین حدیث نے اس حدیث کی شرح میں فرمایا ہے کہ جس طرح زندہ لوگوں کی توہین اوران کو تکلیف پہونچانے کی اجازت نہیں ہے، اسی طرح مردہ لوگوں کی توہین اوران کو تکلیف پہونچانے کی اجازت بھی نہیں ہے۔

’’قال الطیبی: اشارة الی أنه لا یھان میتاً کما لا یھان حیاً و قال ابن الملک و الی أن المیت یتالم الخ وقد اخرج ابن ابی شیبه عن ابن مسعود رضی اللّٰہ عنه اذی المومن فی موته کاذاہ فی حیاته‘‘ (مرقاة ۲/۳۸۰؛ باب دفن المیت)

لہٰذا صورت مسئولہ میں قبرستان میں جانوروں کو چرانا شرعاً جائز ودرست نہیں ہے، اس لیے احتراز لازم ہے، قبرستان کمیٹی کی ذمہ داری ہے کہ قبرستان کی حفاظت کا نظم کرے۔ فقط

تدفین سے روکنا

ایک عام موقوفہ قبرستان ہے، جس میں ایک زمانہ سے تدفین کا سلسلہ جاری ہے، کبھی کسی نے کسی کو دفن کرنے سے نہیں روکا، اچانک ایک حادثہ یہ پیش آیا کہ ایک مکتبہ فکر کے لوگوں نے تبلیغی جماعت سے تعلق رکھنے والے ایک آدمی، جس کا انتقال ہوگیا تھا کو اس عام قبرستان میں دفن کرنے سے روک دیا، جس پر بڑا ہنگامہ ہوا ہے، سوال یہ ہے کہ کیا عام موقوفہ قبرستان میں کسی مسلمان کو دفن کرنے سے روکنا شرعاً صحیح ہے؟

الجواب ــــــــــــ وباللّٰہ التوفیق

عام موقوفہ قبرستان میں کسی مسلمان میت کی تدفین سے روکنا کسی کے لیے جائز نہیں ہے، کیوں کہ یہ منشاء واقف کے خلاف ہے اورمنشاء واقف کے خلاف کرنے کا اختیار کسی کو حاصل نہیں ہے۔

’’شرط الواقف کنص الشارع: ای فی المفھوم والدلالة و وجوب العمل به.‘‘ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار ۳/۴۱۶؛ کتاب الوقف مطلب فی قولھم شرط الواقف کنص الشارع)

لہٰذا صورت مسئولہ میں مسلک ومشرب کے اختلاف کی بنیاد پر ایک مسلمان میت کو مسلمانوں کے عام قبرستان میں دفن کرنے سے روکنا انتہائی غلط اور جاہلانہ عمل ہے، جو ایک مسلمان کے شایان شان نہیں ہے، جن لوگوں نے ایسا کیا بہت غلط کیا، انہیں چاہئے کہ صدق دل سے توبہ واستغفار کریں اورآئندہ اس طرح کی قبیح حرکت سے باز رہنے کا عزم مصمم کریں، مسلک ومشرب کی بنیاد پر آپس میں اختلاف وانتشار پیدا کرنا شرعاً جائز نہیں ہے، تمام مسلمان کلمۂ واحدہ کی بنیاد پر متحد ومتفق ہوکر زندگی گذاریں۔ فقط واللہ اعلم

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار

نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

پھـــــــــــلـــــــــــواری شـــــــــــریف

جلدنمبر 61/71 شمارہ نمبر 03 مورخہ ۴/جمادی الثانیہ ۱۴۴۲ھ مطابق ۱۸/جنوری ۲۰۲۱ء روزسوموار

اسکولوں کوضم کرنے کامنصوبہ

بہارمیں بہت سارے پرائمری اسکول ایسے ہیں، جن کی نہ تو اپنی عمارت ہے اور نہ ہی زمین، وہ عاریت کی زمین پر کام کررہے ہیں یا کسی کے احاطے یا دروازے پر چل رہے ہیں، زمانہ دراز سے وہ اسی طرح خدمات انجام دیتے رہے ہیں، اس طویل مدت میں کسی نے ان کی حالت زار کو بدلنے کی کوشش نہیں کی، بی آرسی وغیرہ کے ذریعہ اسکولوں کی پرشکوہ عمارت بنوائی گئی؛ لیکن ایسے اسکولوں کی کوئی عمارت نہیں بن سکی اس لیے کہ ان کے پاس اپنی زمین نہیں تھی، حالاں کہ ان اسکولوں کو سرکاری زمین مہیا کرانے میں کوئی دشواری نہیں تھی، دشواری یہ تھی کہ جولوگ اس کام کو کراسکتے تھے وہ اسکولوں کی ضرورت کو نہ سمجھ سکے اور فہم وسمجھ کے لیے جو آنکھیں درکار ہوتی ہیں، اس سے انہوں نے کام نہیں لیا۔

ظاہر ہے محکمۂ تعلیم کو اس صورت حال کی اطلاع تھی، اس سے یہ تو نہ ہوسکا کہ ان اسکولوں کو اپنی زمین اور عمارت کی فراہمی کے لیے اقدام کرتا، اس نے ان اسکولوں کے وجود کو ختم کرنے کا فیصلہ لے لیا۔ ۷/اگست ۲۰۱۷ء کو محکمہ تعلیم نے ایک مکتوب ۶۴۳۰ جاری کرکے ایسے تمام اسکولوں کو قریب کے دوسرے اسکولوں کے ساتھ ضم کرنے کا فرمان جاری کردیا، متعلقہ آبادی اور اساتذہ کے مسلسل اعتراض کی وجہ سے یہ معاملہ تین سال تک رکا رہا، نئی حکومت میں یہ مسئلہ پھر سے سرد بستے سے باہر آگیا ہے اور ابھی پہلے مرحلہ میں محکمۂ تعلیم نے مذکورہ مکتوب کا حوالہ دیتے ہوئے مکتوب نمبر ۳۴۴۷ مورخہ ۲۶/دسمبر ۲۰۲۰ء کے ذریعہ پٹنہ کے گلزار باغ، مال سلامی، گردنی باغ، مہندروچوک، داناپور اور باڑھ وغیرہ میں یہ فرمان جاری کردیا ہے، دھیرے دھیرے اس کا نفاذ دوسری جگہوں پر بھی ہوگا، اس طرح بہت سارے اسکول دوسرے اسکول میں ضم ہوجائیں گے، اور ان کا اپنا وجود ختم ہوکر رہ جائے گا۔ اس حکم کا سب سے زیادہ اثر اردو اسکول پر پڑے گا، جس کے نتیجے میں مسلم طلبہ وطالبات اپنی مادری زبان میں تعلیم حاصل کرنے سے محروم رہ جائیں گے اور اردو اسکولوں کی جو اپنی شناخت تھی اور حکومت کی طرف سے جو مراعات تھیں، ان سب سے محرومی کا دور شروع ہوگا، چوں کہ اردو صرف ایک زبان ہی نہیں، تہذیب وثقافت بھی ہے، اس لیے اس کا سہارا لیکر ان سب کا خاتمہ ہوجائے گا۔

اس لیے اردو دوستوں کو اس بات کی کوشش کرنی چاہیے کہ حکومت اس فرمان کو واپس لے اور جن اسکولوں کے پاس زمین اور عمارت نہیں ہے اس کی تعمیر کرا کر اس کے وجود کو مضبوط بنیادوں پر باقی رکھنے کا اہتمام کرے۔

یوپی میں انسانیت شرمسار

یوپی میں بڑھتے جرائم اور عصمت دری کے شرمناک واقعات نے ملک کے ہر محبّ وطن کو فکر وتشویش میں مبتلا کردیا ہے، ایسا لگتا ہے کہ وہاں کی پولیس اور انتظامیہ بے بس ولاچار ہوتی نظر آرہی ہے، وہ اس وقت حرکت میں آتی ہے، جب مجرم اور شرپسند اپنے ناپاک منصوبوں کو پورے طور پر انجام دے چکے ہوتے ہیں، اس کے بعد وہ جائے واردات پر پہونچتے ہیں، زمین پر لاٹھی پیٹتے ہیں، کاروائی کی خانہ پُری کرتے ہیں اور چلتے بنتے ہیں، ہاں اگر کسی دبنگ کا معاملہ ہوتا ہے تو پہلے اس معاملہ کو سرد خانہ میں ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں اور اگر سیاسی دباؤ پڑا تو تحقیقاتی کمیٹی بنا کر اس کو اتنا طول دیدیتے ہیں کہ جب تک رپورٹ منظر عام پر آئے گی اس درمیان اس واقعہ کو ایک حادثاتی رنگ روپ دے کر رفع دفع کردیا جاتا ہے، حالیہ مہینوں میں اناؤ، ہاتھرس جیسے نہ جانے کتنے شہروں میں معصوم لڑکیاں غنڈوں اور آوارہ گردوں کی ہوسنا کی کا شکار ہوچکی ہیں اور یہ سلسلہ جاری ہے، ابھی دو تین دن پہلے ضلع بدایوں میں ایک پچاس سالہ پجاری خاتون کے ساتھ اجتماعی آبروریزی اور درندگی کے جو واقعات رونما ہوئے، اس کو پڑھ کر نہ صرف ہمارے رونگٹے کھڑے ہوگئے، بلکہ اس گھناؤنی واردات نے ماضی کے ریکارڈ تک کو توڑ دیا ہے، کہ پہلے خاتون کی عصمت تارتار کی گئی، پھر اس کے ساتھ بہیمیت کے ساتھ نازیبا حرکتیں کی، جن کی منظرکشی سے بھی دل دہلنے لگتا ہے، اس نے انسانیت کو شرمسار کرنے والی تمام حدیں پار کردیں، اب تو ایسا لگتا ہے کہ یوپی کی ریاست خواتین کے لئے جہنم اور قتل گاہ بنتی جارہی ہے، اسی طرح بی جے پی کی دوسری ریاست مدھیہ پردیش میں بھی خواتین کے ساتھ حیوانیت کے ننگے ناچ کی خبر آرہی ہے کہ ایک بیوہ عورت کے ساتھ بدمعاشوں نے ایسی درندگی کی کہ اس وقت یہ خاتون موت وحیات کی درمیان کش مکش کی زندگی گذار رہی ہے، یہ سب ایک لمحہ فکریہ ہے، جس پر سنجیدگی سے غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے کہ آخر نربھیا کانڈ کے وقت جو سخت قانون بنایا گیا اس کا مکمل طور پر نفاذ کیوں نہیں ہورہا ہے؟

سپریم کورٹ کا تیکھا تبصرہ

نئے زرعی قوانین کے خلاف کسان تنظیموں کے احتجاجی مظاہرے اور دھرنے کے دوران سپریم کورٹ نے مقدمہ کی سماعت کرتے ہوئے سخت ردعمل کا اظہار کیا اور مرکزی حکومت کو متنبہ کیا کہ یا تو آپ ان تینوں قوانین کو ملتوی کریں یا کسانوں کو مذاکرات کے ذریعہ مطمئن کرنے کی کوشش کریں، اگر آپ ایسا نہیں کریں گے تو ہم اس قانون کے نفاذ پر پابندی عائد کردیں گے، عدالت نے کہا کہ کچھ کسانوں نے خودکشی کرلی ہے، بوڑھے، مرد اور عورتیں اس تحریک کا حصہ بنتے جارہے ہیں، آخر ایسا کیوں ہورہا ہے، عدالت عظمیٰ کا یہ ریمارک بہت معنی خیز ہے کہ اس نے حکومت کو آئینہ دکھلایا کہ وہ اپنے چہرے کے داغ دھبے کو دیکھ کر صاف کرلے ورنہ ہم صاف ستھرا کردیں گے، اب اس سلسلہ میں سپریم کورٹ نے ایک چار رکنی کمیٹی بھی تشکیل دینے کا فیصلہ کیا ہے جو عدالتی کارروائی کا حصہ ہوگی، اب کسان تنظیموں کو اپنی ضد چھوڑ کر کمیٹی کے سامنے جانا ہی ہوگا، مگر یہاں ایک غور طلب امر یہ ہے کہ عدالت اس طرح کے متنازعہ قوانین پر پہلے تبصرے اور تجزیے کرتی ہے، بعد میں ان تبصروں کے خلاف فیصلہ صادر کرتی ہے، بابری مسجد کے قضیہ میں عدالت کا یہی رخ رہا کہ اس نے مسجد کے ثبوت کے کئی قرائن پیش کئے، حتی کہ مورتیوں کے رکھے جانے پر بھی تنقید کی تھی، مگر آستھا کی بنیاد پر ہندو فریق کے حق میں فیصلہ دے دیا، اسی وقت لوگوں نے سمجھا تھا کہ تبصرے اور فیصلوں میں فرق ہوا کرتا ہے، اس لئے متنازعہ زرعی قانون کے تعلق سے عدالت کا رخ کیا ہوتا ہے، وہ حتمی فیصلے کے بعد ہی سمجھ میں آئے گا، ملک کا دانشور طبقہ امید لگائے بیٹھا ہے کہ عدالت نے اس مسئلہ پر جو تیور اپنایا اس سے زرعی قانون کے تار پود بکھرتے نظر آرہے ہیں، اور ہم کو بھی یہی توقع رکھنی چاہئے، مگر یہ پہلو بھی پیش نظر رہے کہ کسان تنظیموں نے ۲۶/جنوری کو ٹریکٹر ریلی نکالنے کا اعلان کیا ہے اور انہوں نے صاف کہہ دیا کہ جب تک قوانین واپس نہیں ہوں گے وہ احتجاج ختم کرکے گھر نہیں جائیں گے، گویا کہ حکومت کے سامنے ایک بڑا چیلنج ہے، آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا؟

گودی میڈیا کی رسوائی

ملک کا گودی میڈیا مسلمانوں کے خلاف اکثر بے بنیاد پروپگنڈہ کرتا رہتا ہے، جھوٹی خبروں کو اس طرح ملمع سازی کرکے پیش کرتا ہے کہ گویا یہی ملک کا سب سے بڑا مسئلہ ہے، اگر وہ حل ہوگیا تو سارے مسائل از خود حل ہوجائیں گے اور جب اس مسئلہ کی حقیقت اور سچائی سامنے آتی ہے تو شرمساری کے بجائے کچھوے کی طرح منہ چھپالیتا ہے، ابھی چند مہینے پیشتر تبلیغی جماعت کے خلاف ایسی زہر افشانی کی کہ اس سے مسلمانوں اور برادران وطن کے درمیان نفرت کی دیوار حائل ہوتی نظر آرہی تھی، اس وقت بہت سے ہندو بھائی مسلم دوکانداروں سے سودا سلف کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس کرتے تھے، اس گودی میڈیا نے تبلیغی جماعت کے دہلی نظام الدین میں واقع مرکز کو کرونا پھیلانے کا اڈہ قرار دے دیا، اور بار باران سادہ لوح فرشتہ صفت بزرگوں کی تصویریں دکھانی شروع کردیں اور ستم ظریفی کہئے کہ دہلی کے وزیراعلیٰ اس میں زعفرانی رنگ بھرنے کی نازیبا حرکتیں کرتے رہے، وہ جب بھی کورونا کے آنکڑے پیش کرتے تو مرکز کے اصحاب کے اعداد وشمار علاحدہ سے پیش کرتے تاکہ عام شہریوں کے ذہنوں میں نفرت کا زہر گھول سکیں، لیکن جب کورونا کا یہ معاملہ دہلی کی ایک عدالت میں پہونچا اور ان نیک لوگوں کے مقدمہ کی کارروائی شروع ہوئی تو فاضل ججوں نے شواہد وثبوت کے عدم فراہمی کی بنیاد پر ۳۶/غیرملکی شہری کو باعزت بری کردیا، عدالت کا یہ فیصلہ بے بنیاد الزامات عائد کرنے والے اصحاب اور خاص کر میڈیا کے لئے ایک زبردست طمانچہ وتازیانہ ہے، اب کیا میڈیا عدالت کے اس فیصلہ سے کوئی سبق لے گا یا اب بھی وہ ماضی کی ہی روش پر قائم رہے گا، اگر اس کا یہی طریقہ کار رہا تو اس کا بچا کھچا وقار بھی مٹی میں مل جائے گا عام لوگوں کا اعتماد تو پہلے سے ہی مجروح ہوچکا ہے کہ وہ حکومت کے اشارے پر ناچ رہا ہے، حکومت کی غلطیوں پر پردہ ڈال کر اس کے غیر آئینی اقدامات کی ستائش میں لگا رہتا ہے جو اصول صحافت کے قطعی منافی عمل ہے اور انہیں بنیادوں پر کئی اینکر مقدمات کی مار جھیل رہے ہیں، اس لئے میڈیا ہوش کے ناخن لے اور جمہوریت کے اس ستون کو کمزور ہونے سے بچائے۔

برڈفلو کی دستک

اس وقت ملک کی کئی ریاستوں سے پولٹری فارموں میں مرغے مرغیوں اور چرند، پرند کے برڈ فلو سے مرنے کی خبریں آرہی ہیں، بعض ریاستوں کے پارکوں اور جھیلوں میں کوے اور بطخ کے بھی مرنے کی اطلاعات ہیں، ہم اس کو حرماں نصیبی ہی کہیں گے کہ ابھی یہاں کے لوگ کورونا وائرس سے نجات بھی نہیں پاسکے تھے کہ اس کے بعد نئے کورونا کی شکل میں وائرس نے ہمیں گھیرنا شروع کردیا اس کے ساتھ برڈ فلو کی دستک بھی اب ہمیں ستا رہی ہے اور چرند و پرند بھی بیماریوں کے شکار ہونے لگے ہیں، اس بیماری کے مضر اثرات سے محفوظ رہنے کے لئے متعدد ریاستوں نے کچھ رہنما ہدایات جاری کی ہیں، بہار کے محکمہ مویشی پروری نے اپنے ایک اشتہار میں برڈ فلو کی کچھ علامتوں کی نشاندہی کی ہے، مثلاً اگر کسی پرندہ کی آنکھ اور گردن پر زخم کے نشانات دیکھیں، یا یہ کہ اس کے پنکھ ٹوٹ رہے ہوں تو سمجھ لینا چاہئے کہ وہ برڈ فلو کا شکار ہوچکا ہے، اب اگر کسی شخص نے ایسے مرغے، مرغیوں کو ہاتھ سے پکڑ لیا ہے، یا جوتے چپل سے ٹھوکر ماری ہے تو وہ سب سے پہلے اپنے ہاتھوں کو خوب اچھی طرح صابن سے دھولے، جوتے چپل کو بھی پانی سے صاف کرلے ایسا نہ کرنے پر ممکن ہے کہ اس کے جراثیم، جسم پر سرایت کرجائیں جن سے مستقبل میں کسی دوسری بیماری کے لاحق ہونے کا خطرہ بڑھ جائے، ان اندیشوں کی وجہ سے چکن کے کاروباری بھی پریشان ہیں، اور ان کے کاروبار بھی متاثر ہورہے ہیں، حالانکہ تنظیم برائے صحت نے کہا ہے کہ اگر چکن کو ستر ڈگری پر اچھی طرح پکایا جائے تو اس کے اثرات مرجاتے ہیں، مگر لوگوں کے دلوں پر خوف کا جو بادل منڈلا رہا ہے، ان کے سدباب کے لئے حکومتی سطح سے اطمینان بخش حکمت عملی کو اختیار کرنے کی ضرورت ہے۔

وزیراعلیٰ کا درد چھلکا

بہار کے وزیراعلیٰ جناب نتیش کمار نے حالیہ اسمبلی انتخاب میں اپنی پارٹی کی کراری شکست پر کسی کا نام لئے بغیر بی جے پی پر نشانہ سادھا اور کہا کہ انتخابی تشہیر کے بعد شام میں ہی مجھے اپنی شکست کا اندازہ ہوگیا تھا، مگر یہ بات سمجھ نہ سکا کہ کون دوست ہے اور کون دشمن، کس پر اعتماد کرنا چاہئے اور کس پر نہیں، جب تک میں سمجھ پاتا، کافی تاخیر ہوچکی تھی، وزیراعلیٰ نے اپنا یہ درد پارٹی کی مجلس عاملہ میں پارٹی ورکروں کے سامنے سنایا؛ لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ جس زمانے میں سیٹوں کی تقسیم ہورہی تھی اور لوجپا نے بہار میں این ڈی اے سے علاحدگی اختیار کرلی تھی اسی زمانے میں بہار کی سیاست پر گہری نظر رکھنے والوں نے بھانپ لیا تھا کہ جدیو کی اقبال مندی کا ستارہ اب بے نور ہونے والا ہے، مگر نہ جانے کیوں جدیو خواب غفلت میں پڑی سو رہی تھی، اگر جدیو اس وقت پارٹی کی پوزیشن واضح کردیتی تو آج پارٹی کو یہ دن نہیں دیکھنا پڑتا، بھلا بتائیے کہ دو مہینے سے زیادہ کا عرصہ گذر گیا اور وزارت کی تقسیم کا عمل تعطل کا شکار بنا ہوا ہے اور پردے کے پیچھے جو کھیل کھیلا جارہا ہے پارٹی اس سے کوئی سبق نہیں لے رہی ہے، اس وقت جدیو کو ٹھوس قدم اٹھانے کی ضرورت ہے۔

دوسری قسط

قطب عالم حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ

مولانا محمد شبلی القاسمی قائم مقام ناظم امارت شرعیہ

حضرت شاہ کرامت علیؒ کے انتقال کے بعد قطب عالم حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ کسی دوسرے ہادئ طریقت اور رہنمائے شریعت کی تلاش وجستجو میں لگ گئے، ہاں! عرفان محبت کی چاشنی مل جانے کے بعد پھر سکون کہاں؟ قرار کہاں؟ نہ کہیں جہاں میں اماں ملی، جو اماں ملی تو کہاں ملی ☆☆☆ میرے جرم خانہ خراب کو تیرے عفو بندہ نواز میں اس زمانہ میں ایک متبحر اور بزرگ عالم دین، قبلۂ عالم، قطب دوراں حضرت مولانا فضل رحماں گنج مرادآبادیؒ خود ہی کانپور تشریف لائے، وہیں دونوں کی پہلی بار ملاقات ہوئی اس کا واقعہ حضرت مونگیریؒ خود لکھتے ہیں:

مولانا کرامت علیؒ کے انتقال کے بعد مجھے دوسرے رہنما کی ضرورت ہوئی، حضرت قبلہؒ اس زمانہ میں کانپور میں رونق افروز ہوا کرتے تھے، اور جناب محمد عبدالرحمٰن خان صاحب مالک مطبع نظامی کے مکان پر فروکش تھے، یہ خاکسار سن کر حاضر خدمت بابرکت ہوا، اس وقت حضرتؒ دوست محمد عطر فروش کی دکان پر تشریف فرما تھے، جگہ تنگ ہونے کے باعث میں نعلینوں کے قریب بیٹھ گیا، آپ نے مکرر اپنے پاس بیٹھنے کو ارشاد فرمایا، میں بہ پاس ادب وہیں بیٹھا رہا، اتفاقاً میری حرکت سے لاٹھی گری اور ایک شیشہ ٹوٹ گیا، حضرت نے فرمایا کہ بڑوں کا کہنا نہ ماننے سے ایسا ہی ہوتا ہے، پھر مجھے بغور دیکھا فرمایا کہ فلاں بزرگ جو یہاں تھے تم ان کے بیٹے ہو؟ میں نے عرض کیا: میں ان کا پوتا ہوں، اس صحبت میں زیادہ کچھ کلام کی نوبت نہ آئی، پھر میں خاں صاحب موصوف کے مکان پر حاضر ہوا حضرت قبلہؒ نے دریافت کیا تم کس کی صحبت میں بیٹھے ہو؟ میں نے عرض کیا جناب شاہ کرامت علیؒ صاحب کی خدمت میں کچھ عرصہ تک حاضر ہوا ہوں، آپ نے حسب معمول سر جھکا لیا اور تھوڑے تامل کے بعد فرمایا کہ ''بڑے شخص تھے'' ایک مرتبہ پھر حاضر ہوا اس وقت آپ سورۂ رحمٰن کا ترجمہ ارشاد فرما رہے تھے، مولوی محبّ اللہ صاحب مرحوم پانی پتی اور مولوی حافظ عبدالغفار صاحب لکھنوی آپ کے پاس بیٹھے ہوئے سن رہے تھے، میں علیحدہ تخت پر بیٹھ گیا، اثر بیان سے میرے آنسو جاری ہو گئے، آپ نے میری طرف بھینی نظروں سے دیکھا اور دونوں عالموں موصوفین سے فرمایا: تم انہیں جانتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ جی ہاں! طالب علم ہیں، مدرسہ فیض عام میں پڑھتے ہیں، ارشاد ہوا کہ تم نہیں جانتے، اتنا فرما کر پھر ترجمہ فرمانے لگے، تھوڑے عرصہ کے بعد ان دونوں صاحبوں سے پھر وہی سوال کیا، انہوں نے عرض کیا کہ ہم تو یہی جانتے ہیں کہ ایک نیک بخت طالب علم ہیں، آپ نے پھر فرمایا تم نہیں جانتے ہو (سیرت حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ)

پہلی ملاقات میں ہی مرشد کامل نے طالب صادق کو پہچان لیا اور پوچھ ڈالا ''تم کس کی صحبت میں بیٹھے ہو'' اور پھر کہنا ''وہ بڑے شخص تھے'' اور حاضرین مجلس سے بار بار ایک ہی جملہ دہرانا ''تم انہیں نہیں جانتے ہو'' آپ کے علو مرتبت اور فضل وکمال کو بتاتا ہے، حضرت فضل رحمان گنج مرادآبادی کا جب دوسرا سفر کانپور کے لیے ہوا تو حضرت مونگیریؒ نے پھر حاضری دی، اس کی تفصیل حضرت اس طرح لکھتے ہیں: ''ایک مرتبہ حضرت قبلہؒ بنارس تشریف لئے جاتے تھے اور حسب دستور کانپور میں فروکش ہوئے، مجھے اطلاع نہیں، مگر ایک اضطراب پیدا ہوا، میں بے اختیار کھڑا ہو گیا اور مضطربانہ ادھر ادھر پھرنے لگا، اتفاقاً راہ میں حافظ موسیٰ صاحب دوست محمد عطر فروش کی دکان پر ملے اور انہوں نے حضرت قبلہؒ کے تشریف لانے کا حال بیان کیا، میں اس وقت مطبع نظامی گیا، جمعہ کا روز تھا، خاں صاحب مالک مطبع نظامی تنہا بیٹھے ہوئے تھے، میں نے عرض کیا کہ میں حضرتؒ کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہوں، آپ بنظرِ عنایت اطلاع کر دیجئے؟ خاں صاحب کوٹھے پر جہاں رونق افروز تھے گئے اور پھر آ کر کہا کہ آج جمعہ ہے، اس وقت ملاقات نہ ہوگی، بعد نماز جمعہ آنا، میں افسردہ ہو کر لوٹ آیا اور جمعہ کی نماز کرنیل محمد زماں خاں کی مسجد میں پڑھی، اس کے بعد خاں صاحب کے ہمراہ خدمت بابرکت میں حاضر ہوا، مگر پہلے سے کچھ لوگ وہاں پہونچ گئے تھے، اور آپ انہیں کچھ کتابیں تقسیم فرما رہے تھے، تھوڑی دیر خاں صاحب اور میں کھڑے رہے، جس وقت آپ نے نظر اٹھا کر ہماری طرف دیکھا اسی وقت لوگوں سے فرمایا کہ اب جاؤ انہیں بیٹھنے دو، بعض نے بیٹھے رہنے پر اصرار کیا، مگر آپ نے فرمایا کہ نہیں اس وقت جاؤ، سب چلے گئے، میں اور خاں صاحب بیٹھ گئے، مجھ سے دریافت فرمایا کہ تم کیا پڑھتے ہو؟ میں نے عرض کیا ''قاضی مبارک'' ارشاد فرمایا: ''**استغفر اللہ، نعوذ باللہ**'' قاضی مبارک پڑھتے ہو اس سے حاصل؟ ہم نے عرض کیا کہ تم منطق پڑھ کر قاضی مبارک کے مثل ہو گئے پھر کیا؟ قاضی مبارک کی قبر پر جا کر دیکھو کیا حال ہے، اور ایک بے علم کی قبر پر جاؤ جس کو خدا سے نسبت تھی، اس پر کیسے انوار وبرکات ہیں، فیضان صحبت سے مجھے اس وقت نیم بے خودی سی تھی، اس کے بعد کچھ خان صاحب سے کلام کیا پھر ارشاد فرمایا کہ کیا پڑھتے ہو؟ میں نے عرض کیا: ہدایہ؛ کیونکہ میں ان دنوں دونوں کتابیں پڑھتا تھا، اس پر بیع وشراء کے مسئلے دریافت فرمانے لگے، اس وقت میری حالت ایسی متغیر تھی کہ جن مسائل کا میں بے تأمل جواب دے سکتا تھا، ان کا جواب بہت تأمل سے دیا، اس اثناء میں حضرت قبلہؒ نے عبدالرحمٰن خاں صاحب سے دریافت فرمایا کہ تم نے صبح آ کر کہا تھا کہ ایک طالب علم ملنے کو آتے ہیں، وہ کون تھے؟ خاں صاحب نے کہا جناب یہی تھے، ارشاد ہوا کہ تم بڑے نادان ہو، مجھ سے آ کر کہا کہ ایک طالب آتے ہیں، **بھلا میں کیا جانوں؟ کون طالب علم ہے، یہ تو ہمارا لڑکا ہے**، خاں صاحب نے جواب دیا: حضرت مجھے معلوم نہیں تھا، غرضیکہ عصر کے وقت خان صاحب اور میں صحبت سے فیضیاب رہے، اس وقت تک اگرچہ شرف بیعت مجھے حاصل نہ تھا؛ مگر یہ عنایت مژدہ تھی حصولِ نیازمندی کا (سیرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ ص:۲۱؍۲۲؍۲۳)

اس ملاقات میں اپنے پیرو مرشد سے بیعت کا شرف تو نہیں ملا، لیکن ان سے بہت قریب ہوئے اور شیخ بھی بہت مطمئن ہوئے، جس طرح ایک شکاری شکار ملنے پر خوش ہوتا ہے، اس سے زیادہ خوشی ایک مرشد کامل کو اس وقت ہوتی ہے جب کوئی دیوانہ مل جاتا ہے، آپ کا یہ فرمانا ''بھلا میں کیا جانوں کون طالب علم ہے؟ یہ تو ہمارا لڑکا ہے'' یہ آپ کے روشن مستقبل اور ابتداء ہی سے ولی ہونے کی سند کی حیثیت رکھتا ہے۔ حضرت فضل رحماں گنج مرادآبادیؒ جب کانپور سے اپنے وطن لوٹے تو حضرت مونگیریؒ نے اب گنج مرادآباد کا سفر کیا اور داخل سلسلہ ہونے کا ارادہ ظاہر فرمایا، حضرت لکھتے ہیں: ''اس کے بعد حضرت قبلہؒ کے قدوم میمنت سے مشرف نہیں ہوا اور مجھے اس سلسلہ میں داخل ہونے کا شوق ہوا، یہ حاضری اگرچہ بقصد بیعت تھی؛ مگر مجھے یاد ہوتا ہے کہ دنیاوی غرض بھی اس کے ساتھ تھی، یعنی کسی خاص مقام میں نوکری کی غرض سے سفارش کرانا منظور تھا، الحمدللہ کہ وہاں جا کر یہ خیال محو ہو گیا اور سفارش کرنے کا ارادہ بالکل ہی جاتا رہا، شام کو میں وہاں پہونچا تھا اور گھوڑے پر گیا تھا، آپ نے گھاس پہلے ہی خرید رکھی تھی، صبح کو بعد نماز میں نے بیعت کے لیے عرض کیا، آپ نے قبول فرما لیا اور داخل سلسلہ فرما کر بہت دیر تک توجہ دیتے رہے، بعد فراغ ارشاد فرمایا: ''گھر میں سے ان کے لیے کچھ لے آؤ'' وہ گیا آ کر کہا کہ ابھی کچھ پکا نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ پکا کچا جو کچھ ہو لے آؤ، وہ گیا اور ڈلیا میں کچھ چنے لے آیا، غالباً دو ڈھائی سیر ہوں گے، مجھ سے ارشاد ہوا کہ تمہارے پاس کوئی کپڑا ہے؟ میں نے رومال حاضر کیا آپ نے تین لپیں ان چنوں میں سے بھر کر میرے رومال میں دیں اور ارشاد فرمایا کہ لو یہ تمہیں دنیا دیتے ہیں کھانے کے واسطے، یہ ارشاد آپ کا مسجد کے در میں تھا، جب آپ لب فرش پہنچے تو خادم سے فرمایا ''ان کے لیے پان لاؤ'' میں نے عرض کیا کہ حضرت! مجھے پان کی عادت نہیں؛ مگر میرے قول کی طرف توجہ نہیں فرمائی اور مکرر خادم سے فرمایا ''پان لاؤ''۔ وہ پان لایا، آپ نے اسے لیکر اپنے منہ مبارک میں لیا اور کسی قدر چبا کر مجھے عنایت فرمایا، اور زبانِ فیض ترجمان سے یہ لفظ بھی ارشاد ہوا ہے: ''لو یہ پان ہے عرفان کا اسے کھالو'' یہ دونوں باتیں معمول کے خلاف تھیں، اس لیے ان دونوں ارشادوں کو مولانا روم کے اس شعر کا مصداق کہنا کسی طرح بیجا نہیں ہے۔

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود ☆☆☆ گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

حضرت گنج مرادآبادی کی صحبت، توجہ اور بے پناہ محبت میں آپ نے ولایت کے بقیہ مراتب حاصل کیے، تا آں کہ قطب الاقطاب اور اس کے اوپر مقام تک پہونچے، حضرت شیخ نے اپنے تمام متوسلین میں آپ کو مقدم رکھا، خلعت وخلافت سے سرفراز فرمایا اور آپ حضرت کے خلیفۂ اعظم قرار پائے۔ صاحب کمالات رحمانی حضرت اقدس مولانا تجمل حسین نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں: ''مولانا فضل رحماں قدس سرہ کی فقیری اور مولویت کو بجز مولوی مولانا محمد علی صاحب خلیفہ اعظم کے کسی نے نہیں پھیلایا، چار لاکھ کے قریب مرید آپ کے ہیں، ہند میں عرب میں، افریقہ میں اور زنجبار وغیرہ میں ہیں، یہ پتہ شجرہ سے معلوم ہوتا ہے، مذہب قادیانی جو دعوی نبوت کرتا ہے اس فرقہ کا رد بڑے دھوم سے آپ کرتے ہیں، ہمارے سامنے ایک چٹھی انگریزی میں لکھی ہوئی پہونچی کہ زبان انگریزی میں اس کا ترجمہ لکھ کر بھیجئے، یہاں بیرسٹر وغیرہ سب انگریزی جانتے ہیں، الغرض آپ درویشی کی تعلیمات بھی کرتے ہیں اور مولویت کے عہدہ کو پورا انجام دیتے ہیں، عشق کا یہ حال ہے توحید یا نعت میں کبھی شعر پڑھا تو روتے روتے بخار آ جاتا ہے، تھوڑا زمانہ ہوا کہ آپ سے مدینہ منورہ کے امام مرید ہو کر خلافت بھی حاصل کر کے چلے گئے، وہ نہایت حسین وجمیل تھے، ہم نے لکھنؤ میں دیکھا تھا ''جوہر کو بھجے ہر کا ہوئے'' یہ ایک مقولہ ہندی کا ہے۔ آپ کا ظاہر شان وشکوہ سے رہنا دلیل ہے زیر قدم کسی نبی کے ہونے کی، یعنی مولانا محمد علی صاحب قبلہ جو ظاہر میں شان وشکوہ سے رہتے ہیں، بس یہ زیر قدم کسی نبی کے ہیں۔ (کمالات رحمانی ص:۵۷)

پیرو مرشد نے اس جوہر نایاب کا اس طرح تزکیہ فرمایا کہ وہ خود ان کی تعریف میں رطب اللسان ہو گئے، خود پیرو مرشد کی زبان سے ان کا مقام سنئے، صاحب کمالات محمد یہ لکھتے ہیں:۔ ''ایک بار جو ہم نے حضرت قبلہ سے دریافت کیا کہ مولانا محمد علی صاحب آپ کے خلیفہ ہیں؟ فرمایا کہ ہم اس قابل نہیں کہ ان کو اپنا خلیفہ کہیں۔ وہ بڑے شخص ہیں اور یہ جملہ مولوی عبدالکریم اور صاحبزادہ کے سامنے فرمایا کہ یہ باہر حجرہ مسجد کے بغرض سننے اس تقریر کے لیے کھڑے تھے۔ یہ لوگ اس تقریر کو سن کر شرمندہ بھی ہوئے تھے، اس لیے کہ یہ لوگ کہتے تھے کہ مولانا نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا۔ تو ان دونوں صاحبوں نے مجھ کو دریافت کرنے کو کہا تھا، اور بغرض سننے کے کھڑے رہے، حضرت قبلہ نے ایک شخص سے فرمایا ''**ان کی روح مثل روح متقدمین کے ہے، اور ایسے لوگ ہر زمانے میں کم ہوتے ہیں**'' اس وقت حضرت کے مریدوں میں کوئی صاحب خانقاہ نہیں ہیں، مولانا ہی کی ذات متبرک ہے، آپ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی اولاد میں ہیں، آپ کی عبادت مثل حضرت قبلہ کے ہے، پنجگانہ نماز جماعت کے ساتھ آپ کی زندگی ہے اور خلاف شریعت آپ کی کوئی حالت نہیں ہے، توکل ایسا زبردست ہے کہ کسی مشائخ ہند میں نہیں دیکھا جاتا ہے۔ (کمالات رحمانی ص:۵۶)

حضرت گنج مرادآبادی نے ہر جہت سے آپ کو مجلّٰی فرمایا، ان کے دل کو مادی چیزوں کی محبت سے پاک کیا، ایک مرتبہ حضرت گنج مرادآبادیؒ نے فرمایا کہ ''ہمارے مولوی محمد علی بہت غنی ہیں'' ایک صاحب نے عرض کیا کہ:۔ ''حضرت بہت روپیہ والے ہیں'' ارشاد ہوا:۔ ''بڑے احمق ہو، روپیہ سے کہیں کوئی غنی ہوتا ہے ''**الغنی غنی النفس**'' اصل غنا تو دل کا غنا ہے''۔ (سیرت مولانا سید محمد علی مونگیری، ص:۳۳۹)

لوگوں کا جب رجوع عام آپ کی طرف ہو گیا اور لوگوں میں آپ کو خلافت ملنے کی بات مشہور ہو گئی اور بعض معاصرین کی طرف سے غلط فہمی یا حسد کا معاملہ سامنے آیا تو حضرت مونگیریؒ نے اپنے شیخ کو ان حالات سے مطلع کیا۔ حضرت نے جواب مرحمت فرمایا کہ ''خیر اللہ شاہ تم سے تکرار کرتا ہے، تمہارے مرتبہ کو نہیں جانتا ہے، اس بات کا خیال نہ کرو، ایک زمانہ ہوگا کہ کثیر خلقت تمہارے پاس آ کر مرید ہوگی اور تم سے فیض ہوگا اور تعلیم پاوینگے'' (سیرت مولانا سید محمد علی مونگیری، ص:۲۴۲)

ارشاد رحمانی میں ایک جگہ تحریر فرماتے ہیں: ''حضرت قبلہ کو اشعار کثرت سے یاد تھے اور مجمع میں آپ لطف میں آ کر اشعار پڑھتے تھے وہ صحبت بھی عجب لطف کی ہوتی تھی جس کے مزے کو دل ہی جانتا ہے، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ چند اشعار جو آپ کی زبان فیض ترجمان سے نکلے ہیں اور اس وقت پیش نظر ہیں انہیں ہدیہ اہل مذاق کروں، ایک روز بعد نماز صبح حسب معمول حضرت مراقب تھے اور یہ کمترین پیچھے بیٹھا ہوا تھا کہ رقت طاری ہوئی، آپ فارغ ہو کر کھڑے ہوئے میں اسی حالت میں تھا آپ نے مجھے دیکھ کر یہ شعر پڑھا (بقیہ صفحہ ۱۰؍ پر)

اولیاء اللہ کی کرامتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

اللہ تعالیٰ جنہیں اپنا دوست ومحبوب بنالیتا ہے، انہیں دوسری مخلوقات پر امتیازی شان عطا فرمانے کے لئے کچھ ایسی مافوق الفطرت، خوارق عادت چیزوں کا انکشاف فرماتا ہے جو عام لوگوں کے لئے باعث حیرت ہوتی ہیں، انہیں چیزوں کا ظہور جب انبیاء کرام سے ہوتا ہے تو وہ معجزہ کہلاتا ہے اور جب کسی صاحب دل، ولی کامل سے ظاہر ہوتا ہے تو وہ کرامت کہلاتا ہے جس سے ان کے مجاہدہ میں پختگی اور اخلاق حمیدہ میں اور ترقی ہوتی ہے، انہیں خدا کی بارگاہ میں خصوصی داخلہ ہوتا ہے، بندہ جب اس مقام پر پہونچتا ہے تو اس کے ہاتھ پر اللہ کی قدرت اسباب عادیہ سے ہٹ کر ظہور کرنے لگتی ہے، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندیؒ نے زبدۃ المقامات میں تحریر فرمایا کہ:۔ جس طرح معجزات ترویج وتقویت دین کے لئے تھے، اسی طرح خوارق اولیاء بھی اسی مقصد کے لئے ظہور میں آتے ہیں، یادرہے کہ ان خوارق کے اظہار سے ان کا مقصد حصول جاہ ومال اور شہرت نہیں ہوتا، بعض لوگ کرامت کو خلاف عقل ہونے کی وجہ سے اس کو قوت طبعیہ پر محمول کرکے تردد کا شکار ہوجاتے ہیں؛ لیکن حقیقت یہ ہے کہ کرامات کا حق ہونا ایک اجماعی مسئلہ ہے، اس میں اولیاء کی ذات محض واسطہ کے ہوتی ہے، کرنے والی ذات اللہ کی ہوتی ہے، جس میں کوئی بناوٹ اور مبالغہ آرائی نہیں ہوتی، البتہ کرامات اولیاء نہ ولایت کا لازمی حصہ ہیں اور نہ وہ مطلوب ومقصود ہوتے ہیں، اس موضوع پر ہمارے بزرگوں نے بہت سی کتابیں لکھی ہیں، حضرت مولانا عبدالحق محدث دہلویؒ کی مشہور کتاب اخبار الاخیار میں تو اولیاء ومشائخ کے کشف وکرامات کے بے شمار واقعات مذکور ہیں، جن کے مطالعہ سے اہل اللہ سے روحانی قربت پیدا ہوتی ہے، اس لئے ہر مسلمان کو اپنے بزرگوں سے عقیدتمندانہ تعلق قائم کرنے چاہئے، تاکہ زندگی صحیح سمت میں گذر سکے، میرے مطالعہ کے دوران بھی چند اولیاء اللہ کے کشف وکرامات اور قبولیت دعا کے واقعات گذرے، جنہیں افادہ عام کے لئے بطور تبرک یہاں ذکر کیا جارہا ہے۔

دریا کا پانی سمٹ کر لوٹے میں آگیا

قدوۃ السالکین حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ ہمیشہ عشق الٰہی اور حب نبوی سے سرشار رہتے تھے، ایک زمانہ میں وہ دیار حبیب میں تشریف فرما تھے، ان کے شیخ عثمان ہارونی نے ان کو ہندوستان میں تبلیغ اسلام کے لئے جانے کا حکم دیا وہ مدینہ منورہ کو چھوڑ کر نکل پڑے اور لاہور ہوتے ہوئے دہلی تشریف لائے، تقریباً ۱۲/سال تک مہدولی میں قیام پذیر رہے، ایک چھوٹی سی مسجد جس کو مسجد اولیاء کہا جاتا ہے، اس کو ریاضت اور مجاہدہ کے لئے انتخاب فرمایا اور قطب الدین بختیار کاکی، حضرت بابا فرید گنج شکر اور سلطان التمش جیسے خدا جانے کتنے داعی اسلام پیدا فرماکر اجمیر تشریف لے گئے، وہاں آپ کو ایک ایسا علاقہ تبلیغ اسلام کے لئے دیا گیا کہ نہ تو آپ ان کی زبان سمجھتے اور نہ ہی لوگ آپ کی زبان سمجھتے، پھر یہ کہ آپ کے مقابل میں پرتھوی راج جیسا دشمن اسلام تھا جس سے بڑی مزاحمت کرنی پڑی؛ لیکن اللہ کو آپ سے دین کا کام لینا تھا، جب آپ اجمیر پہونچے تو انا ساگر (دریا) تشریف لے گئے، اور ایک کنارے پر چٹائی بچھا کر ذکر اللہ میں مصروف ہوگئے، وہاں کے سادھوؤں نے بہت ہٹانے کی کوشش کی، مگر وہ نہیں ہٹے، یہاں تک کہ یہ بات پرتھوی راج تک پہونچی، اس نے ان کو زبردستی اپنی طاقت سے ہٹانے کی کوشش کی، مگر وہ جمے رہے، آپ نے خادم کو حکم دیا کہ جاؤ ساگر سے ایک لوٹا پانی بھر لاؤ، حضرت خواجہ کی یہ پہلی کرامت تھی کہ سارا پانی سمٹ کر لوٹے کے اندر آگیا، اجمیر کے انسانوں اور وہاں کے جانوروں کو پریشانی ہوئی، بڑی سفارش کے بعد حضرت نے پانی واپس کیا، پورے علاقہ میں شہرت ہوگئی کہ اجمیر میں ایک فقیر آیا ہوا ہے، وہ انا ساگر کے پاس چٹائی بچھا کر بیٹھا ہوا ہے، اس فقیر نے ساگر کا سارا پانی ایک ہی لوٹے میں بھرلیا اور بڑی سفارش کے بعد واپس کیا، اب لوگ ان کو دیکھنے کے لئے آرہے ہیں، ان کو دیکھ کر متاثر ہورہے ہیں، ان کی عظمت لوگوں کے دلوں میں بیٹھتی جارہی ہے، چاروں طرف ان کی شہرت پھیل گئی، پرتھوی راج نے اپنے جادوگر جے پال جوگی کو ہٹانے بھیجا، پہلے ادھر ادھر سے کوشش کی؛ لیکن جیسے ہی جوگی نے حضرت خواجہؒ کو دیکھا اپنی گردن جھکا دیا اور مسلمان ہوگیا اور ان کے ساتھ بہت سے جوگی اور سادھو مسلمان ہوگئے۔

پیراہن مبارک سے مریض کا شفا پانا

ایک بڑے عالم دین تھے، مولانا محمد امین صاحب، وہ کسی شدید مرض میں مبتلا ہوگئے، دعا اور دوا نے بھی اثر کرنا چھوڑ دیا، آخر ایک شخص کو حضرت مجدد الف ثانیؒ کی خدمت میں بھیجا اور بے حد نیاز مندانہ طریقے سے توجہ فرمانے کے لئے عرض کیا اور ساتھ ہی کوئی کپڑا بھی تبرکا عنایت فرمانے کی درخواست کی، حضرت کو ان کے حال پر بڑا رحم آیا اور جواب میں فرمایا کہ ضعف کی شدت سے اندیشہ نہ کرو، ہمارا دل تمہاری طرف سے مطمئن ہے، ان شاء اللہ ضرور صحتیاب ہوگے، فقیر کا کپڑا تم نے طلب کیا، اس لئے ایک پیراہن بھیجا جاتا ہے، پہنو اور اس کے نتائج وثمرات کے امیدوار رہو کہ وہ کثیر البرکت ہے، مولانا محمد امین نے پیراہن پہنا اور برسوں کی بیماری سے فوراً رہائی پائی اور مرید صادق بنے اور تمام عمر حضرت کی خدمت میں بسر کرکے فیوض وبرکات سے بہرہ ور ہوکر صاحب دل بن گئے۔

بدھنے کے ٹکڑے سونا بن گئے

مغلیہ سلطنت کے شہنشاہ شاہجہاں کے عہد میں ایک صاحب کشف وکرامت بزرگ تھے، نام ان کا حضرت شاہ بلاول (المتوفی ۱۰۴۶) تھا، یہ بزرگ ہرات کے رہنے والے تھے، لیکن نقل مکانی کرکے لاہور آگئے اور یہیں محلّہ ابو اسحاق میں سکونت پذیر ہوگئے، ایک دن آپ کے پڑوس میں ایک بچہ پیدا ہوا، گھر والوں کو بڑی خوشی ہوئی؛ لیکن اس خوش میں یہ غم بھی شامل تھا کہ اس گھر کی مالی حالت بہت خستہ تھی، ان میں اتنی استطاعت نہیں تھی کہ وہ لڑکے کی پیدائش کی خوشی میں کسی کا منہ میٹھا کرسکے، جب محلّہ کی عورتیں بچہ کی پیدائش پر خوشی کے گیت گارہی تھیں تو حضرت شاہ بلاول نغمہ کی آواز سن کر باہر نکلے، ان کے ہاتھ میں مٹی کا ایک بدھنا (لوٹا) تھا، صاحب خانہ سے دریافت کیا کہ یہ کیسی آواز ہے؟ اس نے بچہ کی ولادت کی خوشخبری سنائی اور اپنی بدحالی کا دردوغم بھی سنایا، اس کے بعد آپ نے بدھنے کو دیوار پر دے مارا، بدھنا ٹوٹ گیا، اور اس کے ٹکڑے ادھر ادھر بکھر گئے، آپ نے اس سے کہا کہ جاان ٹکڑوں کو اٹھالے اور گیت گانے والیوں کو دے آؤ، اور جو بچ جائے اس کو اپنی ضروریات میں خرچ کرو، اس غریب نے بدھنے کے ٹکڑوں کو سمیٹنا شروع کیا، پہلا ٹکڑا اٹھاتے ہی اس کی خوشی کی انتہا نہ رہی کہ بدھنے کے سارے ٹکڑے سونا بن چکے تھے، اس نے سونے کے اس ٹکڑے کو رکھ لیا، اور مٹھائیاں خریدیں، سبھوں میں تقسیم بھی کیا اور جو کچھ بچا اس کو اپنی ضروریات میں خرچ کیا اور شاہ صاحب کا دل سے شکریہ ادا کیا۔

آنکھ بند کیا۔خود کو گھر میں پایا

شیخ المشائخ حضرت خواجہ عثمان ہارونی صاحب کو اللہ نے مستجاب الدعوات بنایا تھا، اس لئے وہ جو کچھ دعاء فرماتے وہ ظہور پذیر ہوتا، ان کے کشف وکرامات کے بہت سے واقعات تاریخ وسیر کی کتابوں میں مذکور ہیں، انہیں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ایک دن ایک شخص، خواجہ عثمان ہارونی کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضرت میرا لڑکا عرصہ سے غائب ہے، اب تک اس کا کوئی سراغ نہیں ملا، خواجہ صاحب نے دعا کی اور فرمایا کہ جا۔ تیرا لڑکا گھر واپس آگیا ہے، جب اس شخص نے اپنے لڑکے کو گھر میں پایا تو اس کی خوشی کی انتہا نہ رہی اور اپنے لڑکے کو لیکر حضرت کی خدمت میں پہونچا، حضرت نے دریافت کیا کہ تم کہاں تھے، اس لڑکے نے کہا کہ یا خواجہ سمندر کے ایک جزیرہ میں مجھ کو ڈاکوؤں نے زنجیروں سے باندھ کر قید کررکھا تھا، آج اتفاق سے آپ کے ہم شکل ایک درویش وہاں پہونچے اور مجھ کو رہائی دلائی، انہوں نے مجھ سے آنکھ بند کرنے کو کہا، میں نے آنکھیں بند کرلیں، پھر جب آنکھیں کھولیں تو خود کو گھر میں پایا۔

گنے کے چھلکے چوس لو، بارش ہوگی

قطب عالم حضرت میاں جو جھنجھانہ (مظفرنگر) بارہویں صدی ہجری کے کبار صوفیہ میں تھے، ان کے زہد وتقویٰ کا یہ عالم تھا کہ تیس سال تک کبھی آپ کی تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی، ان کی بعض بعض کرامتیں بھی عجیب وغریب ہیں، بارش کا موسم تھا؛ لیکن بارش نہیں ہورہی تھی، چند حضرات آپ کی خدمت میں بغرض دعاء حاضر ہوئے، حضرت اس وقت گنا چوس رہے تھے، جب لوگوں نے حضرت سے بارش نہ ہونے کی شکایت کی اور دعاء کی درخواست کی تو آنے والوں میں جو صاحب حضرت سے انتہائی بے تکلف تھے، آپ نے ان سے فرمایا کہ اگر تم میرے گنے کے چھلکے چوس لو تو انشاء اللہ بارش ہوجائے گی، ان صاحب کو پہلے تو گنے کے چھلکے چوسنے میں تردد ہوا، مگر آنے والوں کے اصرار پر انہوں نے حضرت کے چوسے ہوئے چھلکوں کو چوس لیا جس پر ابر رحمت اٹھا اور خوب زوردار بارش ہوئی۔

سادھو مسلمان ہوگیا

حضرت سید محمد علی الملقب بابا شہر کلکتہ کے محلّہ خضر پور کے ایک باعظمت خاندان کے ایک ولی کامل بزرگ گذرے ہیں، ان کے فضل وکمال کا شہرہ بنگال، اڈیشہ تک پھیلا ہوا تھا، ان کے کشف وکرامت کا ایک واقعہ کتابوں میں ذکر کیا گیا کہ ایک دن آپ کے پاس ایک سادھو آیا، آپ دریا کے کنارے تشریف فرما تھے، سادھو نے آپ کی خدمت میں ایک چھوٹی سی شیشی پیش کی، آپ نے دریافت کیا کہ اس میں کیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اس میں اکسیر ہے اور اس کی صفت یہ ہے کہ اس کو تانبہ پر لگا دیا جائے تو تانبہ سونا بن جائے، سید بابا نے اس اکسیر کی شیشی کو ندی میں ڈال دیا اور فرمایا کہ انسان تو خود ایک اکسیر ہے، سادھو کو بہت رنج ہوا اور کہنے لگا کہ آپ نے میری تمام عمر کی محنت ضائع کردی، آپ نے سادھو سے پوچھا کہ اکسیر کیسی ہوتی ہے، اس نے جواب دیا کہ جیسی خاک ہوتی ہے، آپ نے دریا کی ریت اٹھا کر فرمایا، یہ بھی اکسیر ہے، لے جاؤ اور سونا بناؤ، سادھو کو یقین نہ ہوا، اس نے آزمائش کے لئے دریا کی ریت اٹھا کر تانبہ پر ملنا شروع کردیا، دیکھتا ہے کہ تانبہ سونا بن گیا، سادھو آپ کی کرامت دیکھ کر اسلام قبول کرلیا، اور آپ کی خدمت میں رہنے لگا، یہاں تک کہ بزرگی کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوگیا۔

مسند پر جلوہ افروز ہوتے ہی آنکھ کھل گئی

عہد حاضر کے نابغہ روزگار شیخ طریقت، صاحب نسبت عالم دین، بابصیرت قائد ملت ہمارے مخدوم امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم کی کرامتوں کے متعدد واقعات نظروں سے گذرے ہیں، آپ کی کرامتوں پر مشتمل ایک کتابچہ ''کرامات ولی کامل'' کے نام سے حافظ محمد سلیم رحمانی کھنڈوا (ایم پی) نے مرتب کیا ہے، جس میں انہوں نے حضرت مدظلہ کی چند کرامتوں کا تذکرہ کیا ہے، انہیں میں سے ایک کرامت بیان کرتے ہوئے حافظ صاحب نے لکھا کہ سلسلہ رحمانیہ کے ایک مشہور اور بڑے ذاکر وشاغل بزرگ نے خواب دیکھا کہ قطب عالم حضرت مولانا سید محمد علی مونگیریؒ کی مسند لگی ہے، اور سرخ وسیاہ چارخانہ کی چادر بچھی ہے، جو حضرت کے مسند پر آج بھی حجرہ میں بچھی ہوئی ہے، حضرت قطب عالم مسند کے پاس کھڑے ہیں، ان کے برابر میں امیر شریعت رابع حضرت مولانا سید منت اللہ رحمانیؒ صاحب کھڑے ہیں، ان کے بعد سلسلہ کے بہت سے اہم ذاکرین وشاغلین بھی کھڑے ہیں، خواب دیکھنے والے بزرگ حضرت مونگیریؒ سے سلام ومصافحہ کے بعد خالی مسند کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عرض کیا کہ ''حضرت تشریف رکھئے'' حضرت نے مختصرا فرمایا ''بیٹھنے والے آرہے ہیں'' خواب دیکھنے والے نے بتایا کہ حضرت مولانا محمد ولی رحمانی مدظلہ اس مسند پر جلوہ افروز ہوئے اور ان کی آنکھ کھل گئی۔اس طرح بے شمار اولیاء اللہ سے کرامتیں ظاہر ہوئیں اور ہر ایک سے متعلق اتنی روایات وحکایات ہیں کہ زبان وقلم ان کے احاطہ سے قاصر ہیں، ہماری دینی واخلاقی ذمہ داری ہے کہ ہم ہر ایک کی تعظیم وتکریم کریں، ان کے ملفوظات وافادات اور تعلیمات سے زندگی کو جلا بخشیں نیز اس سے زندگی کو روشن وتابناک بنائیں۔

انسانیت کا منشور آزادی

ڈاکٹر نثار احمد فاروقی

ہجرت نبوت کا دسواں سال تھا، عیسوی ۶۳۲ فروری کا مہینہ آیا، سرکار کائنات، فخر موجودات رسول اکرم ابی وامی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی بار حج بیت اللہ کا ارادہ فرمایا اور اپنے اصحاب کو بھی تیاری کا حکم دیا، کیونکہ حج ۹ھ میں فرض ہوا تھا، اور عام روایت یہی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی حج کیا تھا، سفر حج کی تیاری کا اعلان ہوتے ہی لوگوں کے انبوہ مدینہ میں جمع ہونے لگے، حضرت عائشہ صدیقہؓ کا بیان ہے کہ آپ ۲۴؍ذی قعدہ ۲۲؍ فروری ۶۳۲ء جمعرات کو مدینہ سے باہر نکلے اور ذوالحلیفہ میں تشریف لائے، وہاں غسل کر کے ختمی اور بالچھڑ (سنبل الطیب) سے سر دھویا، مشک کی خوشبو بالوں میں لگائی، حتی کہ سر کے بالوں میں اور ریش مبارک میں سفیدی نظر آنے لگی، پھر مسجد میں دو رکعت نماز پڑھی، ایک تہبند اور ایک چادر کا احرام باندھا، پھر بلند آواز سے تلبیہ پڑھا۔ ''لبیک اللھم، لبیک لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمدو النعمة لک والملک لاشـــریک لک لبیک'' قافلہ روانہ ہوا تو راستہ میں بھی لوگ اس میں شریک ہوتے گئے، مکہ کے قریب پہونچ کر آپ نے ذی طوی میں قیام فرمایا اور صبح کو بالائی حصہ سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے، بیت اللہ شریف میں تشریف لائے، رکن یمانی کو بوسہ دیا، پھر سات بار طواف کیا، اس طرح تین بار طواف میں سینہ تان کر چلے اور چار بار معمولی انداز سے، دونوں رکن ہائے یمانی کے درمیان پہنچ کر یہ دعا پڑھتے تھے ''ربنا آتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار'' پھر مقام ابراہیم کی طرف تشریف لائے اور یہ آیت باواز بلند تلاوت کی، ''واتخذوا من مقام ابراهیم مصلی'' یہاں دو رکعت نماز پڑھی، پہلی رکعت میں ''قل هو الله احد'' اور دوسری رکعت میں ''قل یاایها الکافرون'' کی تلاوت فرمائی، پھر رکن یمانی کی طرف آکر اسے بوسہ دیا، اب آپ کوہ صفا پر تشریف لے گئے، وہاں یہ آیت پڑھی، ان الصفاو المروة من شعائر الله'' پہلے آپ کوہ صفا پر اتنی بلندی پر چڑھے کہ بیت اللہ وہاں سے نظر آرہا تھا، اس وقت آپ نے بہ آواز بلند پڑھا ''لااله الا الله وحده لا شریک له له الملک وله الحمد وهو علی کل شئی قدیر'' لااله الا الله وحده أنجز وعده ونصر عبده وهزم الأحزاب وحده'' پھر صفا سے اتر کر مروہ کی طرف جاتے ہوئے بطن وادی میں اترے تو تیزی سے چلے اور مروہ کی بلندی پر قدم مبارک آہستہ ہو گئے، جو تکبیر صفا پر پڑھی تھی وہی یہاں بھی پڑھی۔

۸؍ذی الحجہ کو ترویہ کا دن آیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سواری پر سوار ہوئے، منی میں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی پانچ نمازیں پڑھیں اور اتنی دیر قیام فرمایا کہ آفتاب قدرے بلند ہو گیا، ۹؍ذی الحجہ کو وہاں سے کوچ کیا، اور مقام نمرہ میں نزول فرمایا، جب نمرہ میں خوب دھوپ پھیل گئی تو آپ نے اپنی اونٹنی طلب فرمائی، جس کا نام قصواء تھا، اس پر کجاوہ کسا گیا، آپ سوار ہو کر بطن وادی یعنی میدان عرفات میں تشریف لائے یہاں حد نظر انسانوں کا ہجوم تھا، سارا میدان کھچا کھچ بھرا ہوا تھا، تمام اصحاب رسول بہ آواز بلند تکبیر و تہلیل و تسبیح و تقدیس میں مصروف تھے۔ مورخین نے اس مجمع کا اندازہ ایک لاکھ چالیس ہزار بتایا ہے، بعض نے ایک لاکھ چوبیس ہزار لکھا ہے، یہاں آپ نے وہ عظیم الشان تاریخی خطبہ ارشاد فرمایا جسے بجا طور پر انسانیت کا منشور آزادی Charter of Human Freedom کہا جاتا ہے۔

ایک لاکھ سے زائد انسانوں کا مجمع تھا جن کی خوش نصیب آنکھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روئے مبارک پر جمی ہوئی تھیں، آپ اپنی اونٹنی قصواء پر بیٹھے تقریر فرمارہے تھے، سارے میدان عرفات میں ایسا ادب آمیز سکوت تھا کہ ہر شخص کے کانوں تک سرور کائنات کی مبارک شیریں، دلنواز، اور سراپا اعجاز آواز پہنچ رہی تھی، یوں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر فعل اور ہر قول ''حدیث'' ہے اور اس میں زندگی اور معاشرت کے ہزاروں لاکھوں مسائل اور معاملات کے بارے میں احکام موجود ہیں، لیکن آج ایک ایسا اجتماع تھا جو نہ پہلے کبھی چشم فلک نے دیکھا تھا، نہ یہ دنیا ان قدسی صفات انسانوں کے درمیان ایک شہنشاہ دو عالم، رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے پھر کبھی سن سکے گی، آج آپ نے ان احکام کی طرف واضح اشارے کئے جن کا تعلق سارے عالم انسانیت سے تھا، خواہ گورے ہوں یا کالے، امیر ہوں یا غریب، شریف ہوں یا رذیل، پڑھے لکھے ہوں یا جاہل، غلام اور باندیاں ہوں یا آزاد، آپ نے اس آخری پیغام میں واضح کر دیا کہ انسانوں کی معاشرت کے عائد کئے ہوئے وہ سارے مصنوعی بندھن جو دوسرے انسانوں کے استحصال کے لئے ہیں توڑے جاتے ہیں، انسان کی فطرت اور بنیادی آزادی کو بحال کیا جاتا ہے، انسانوں کے وہ حقوق جن پر غاصبوں نے قبضہ کر رکھا ہے اور اللہ کے بندوں کو جو فطرت کی طرف سے مساوی صلاحیتیں اور مساوی انعامات لے کر پیدا ہوئے تھے، کہیں غلام بنالیا ہے، کہیں ان کا استحصال ہورہا ہے، کہیں انہیں سماج کی طبقہ بندی میں نچلی سطح پر رکھ دیا گیا ہے، کہیں وہ پیٹ بھر کھانے سے محروم ہیں، کہیں ان کے جسم پر پورا لباس نہیں ہے، کہیں عورتوں کو مردوں سے کمتر درجہ کی مخلوق سمجھا جاتا ہے، کہیں حاکموں کو یہ غرہ ہو گیا ہے کہ ان کے محکوم بھیڑ بکریوں کی طرح ہانکے جاسکتے ہیں، کسی کو اپنے نسب اور حسب پر گھمنڈ ہے، کسی کو رنگ و نسل کا غرور ہے، کوئی اپنے تئیں خدا کی برگزیدہ مخلوق سمجھ بیٹھا ہے، یہ سب وہ طریقے ہیں اور مظاہرے ہیں جن میں ایک انسان دوسرے کا استحصال کرتا ہے اس کے حقوق پامال کرتا ہے اور دنیا میں اللہ نے جن نعمتوں کو سب کے لئے عام کر دیا ہے ان سے ایک کمزور طبقے کو محروم رکھ کر انہیں غریب، پسماندہ اور مفلوک الحال بنا دیتا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خطبہ رہتی دنیا تک کے لئے عظمت انسانیت کا اعلان کرتا ہے، یہ بتاتا ہے کہ تمام نوع بشر کے حقوق برابر ہیں، اور کسی کو کمزور طبقے پیدا کرنے، پھر ان کا استحصال کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی، آج اقوام متحدہ کی فلک بوس عمارتوں میں بیٹھ کر اقوام عالم کے سینکڑوں نمائندے Charter of Human Rights بناتے ہیں، اس پر لمبے چوڑے مباحثے اور سیمینار کرتے ہیں، مگر اس کا نفاذ نہیں کر پاتے، صحرائے حجاز میں ایک نبی امی نے میدان عرفات میں اونٹنی کی پیٹھ پر بیٹھ کر جو آواز بلند کی تھی وہ چودہ سو برس سے اقصائے عالم میں گونج رہی ہے، ذرا غور کیجئے اس میں کونسا پہلو ایسا ہے جو تمام بنی نوع انسان کے حقوق کا اور انسانیت کی عظمت وشرف کا استقرار نہیں کرتا؟ اس سے زیادہ واضح، پرسوز اور اثر انگیز آواز میں کیا آج تک دنیا کے کسی مصلح، کسی ریفارمر، کسی لیڈر، کسی رہنما کی آواز انسانیت کے کانوں نے سنی ہے؟ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''لوگو! مجھے امید نہیں کہ ہم تم پھر کبھی اس جلسہ میں اکٹھے ہوسکیں گے، دیکھو تمارا خون، تمہارا مال اور تمہاری آبرو ایک دوسرے پر ایسے ہی حرام ہیں جیسے وہ آج کے دن اس شہر میں اور اس مہینہ میں حرام ہیں۔ دیکھو تم اپنے رب سے ملوگے تو وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں باز پرس کرے گا، خبردار! میرے بعد گمراہ نہ ہوجانا، کبھی آپس میں ایک دوسرے کی گردن کاٹنے لگو، دیکھو جاہلیت کی ہر بری رسم کو میں اپنے پیروں تلے روندتا ہوں، دور جاہلی کے تمام خون کا بدلہ اپنے پیروں تلے رکھتا ہوں، اور سب سے پہلے میں خود ربیعہ بن الحارث کے بیٹے کا قصاص چھوڑتا ہوں جس نے بنی سعد کا دودھ پیا تھا، اور جسے بنو ہذیل نے قتل کیا تھا۔

جاہلی دور کے سارے سود بھی ختم اور سب سے پہلے اپنے خاندان سے عباس بن عبد المطلب کا سود چھوڑتا ہوں۔

لوگو! اپنی بیویوں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہنا، تم نے اللہ کی ذمہ داری پر انہیں اپنا بنایا ہے اور اللہ کے کلام سے ان کے جسم کو اپنے لئے حلال کیا ہے، عورتوں پر تمہارا حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستر پر کسی غیر کو نہ آنے دیں اور ان کا حق تم پر یہ ہے کہ انہیں اچھی طرح کھلاؤ اور پہناؤ۔

دیکھو میں نے تمہارے درمیان وہ چیز چھوڑی ہے کہ اسے مضبوط پکڑ لو گے تو تم گمراہ نہیں ہوگے، وہ اللہ کی کتاب ہے۔

لوگو! یقیناً نہ میرے بعد کوئی نبی آئے گا نہ تمہارے بعد کوئی امت آنے والی ہے، دیکھو اپنے رب کی عبادت کرتے رہنا، پانچوں وقت نماز پڑھنا، ایک مہینہ روزے رکھنا، اپنے مال کی زکوٰۃ خوش دلی کے ساتھ ادا کرتے رہنا اور بیت اللہ کا حج کرنا، اپنے حاکموں کی اطاعت کرنا تاکہ تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہوسکو۔

اور دیکھو! کل قیامت کے دن میرے بارے میں تم سے سوال کیا جائیگا، بتاؤ تم کیا جواب دو گے؟

سب نے کہا کہ ہم گواہی دیں گے کہ آپ نے اللہ کے احکام پہنچادئے اور حق رسالت ادا کیا، اور ہماری خیر خواہی کی باتیں بتادیں، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگشت شہادت آسمان کی طرف بلند کی پھر تین بار فرمایا ''اے اللہ گواہ رہیو، اے اللہ گواہ رہیو، اے اللہ گواہ رہیو''۔

دیکھو'' جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ میرا پیغام ان لوگوں تک پہنچادیں جو اس وقت حاضر نہیں ہیں، ہوسکتا ہے کہ وہ لوگ ان سننے والوں سے زیادہ سمجھ دار ہوں''۔

یہ تھا وہ انسانیت کا منشور آزادی، اس میں جو اصول آگئے ہیں اب ان پر غور کر لیجئے:

پہلا اصول: Peaceful Co-existence کا ہے، جیو اور جینے دیو، اور یہ وہ بنیادی حق ہے جس کے لئے آج تیسری دنیا جدوجہد کر رہی ہے اور عالمی طاقتیں اسے یہ حق دینے پر تیار نہیں ہیں۔

دوسرا اصول: آپ نے انتقام کے چکر کو ختم کرنے کا اعلان کیا، جو افراد اور قوموں کی زندگی میں سب سے بڑی فساد کی جڑ ہے، آج کی اصطلاح میں یہ جذبہ انتقام توازن طاقت Balance of Power کے خوبصورت نام کی آڑ میں پرورش پاتا ہے، اور اسے ''نزع سلاح'' یعنی Disarmament کی تحریک سے دبانے کی ساری کوششیں ناکام ہورہی ہیں۔

تیسرا اصول: آپ نے عورتوں کے حقوق کی تاکید فرمائی، آج کی دنیا میں Womens Liberty کی تحریک کا خلاصہ بھی یہی ہے، مگر اس نے عورتوں کے فرائض پر دھیان نہیں دیا، اسی لئے مغرب کی میکانکی زندگی میں ازدواجی رشتے اکثر ناکام ہوجاتے ہیں، آپ نے مرد اور عورت دونوں کے حقوق کی وضاحت کر دی ہے اور بتا دیا ہے کہ عورت سے عفت اور وفاداری کا مطالبہ کرنا مرد کا حق ہے۔

چوتھا اصول: اس خطبہ میں تصور آخرت کو یاد دلایا، جو اسلامی عقیدہ کی اساس ہے، اگر کوئی فرد یا معاشرہ خود کو Account Ability سے آزاد سمجھنے لگے تو ظاہر ہے کہ اس سے ظلم و شر کے سوا کچھ سرزد نہیں ہوگا اور اسے کسی چیز کی دہائی نہیں دی جاسکتی، آج کی اصطلاح میں اسی کو Chauvinism اور Authoritarianism کہا جاتا ہے، ایک خدا ترس سوسائٹی میں ظلم و جبر پنپنے کے لئے مشکل سے سازگار ماحول مل سکتا ہے۔

پانچواں اصول: آپ نے اتفاق واتحاد کی تلقین فرمائی کہ تم آپس میں ایک دوسرے کی گردن نہ مارنے لگنا۔

چھٹا اصول: اس میں فرسودہ روایات کی بیخ کنی کر کے ایک صحت مند سماجی انقلاب کی دعوت دی گئی ہے اور صاف اعلان فرمایا کہ جاہلی رسمیں سند نہ سمجھی جائیں، یہ Redicalism کی بنیاد ہے۔

ساتواں اصول: سود کی مخالفت کر کے آپ نے اقتصادی زندگی سے استحصال کا خاتمہ کر دیا۔

آٹھواں اصول: تمام مسلمانوں کو کتاب اللہ کی طرف بلایا، جو اسلامی معاشرہ کا بنیادی دستور ہے، ختم نبوت کا عقیدہ بھی واضح کر دیا، گویا اس دستور میں ترمیم کی گنجائش نہیں ہے۔

نواں اصول: ارکان اسلام ادا کرنے کی تاکید فرمائی۔

دسواں اصول: حاکمان وقت کی اطاعت کی تلقین سے یہ مراد ہے کہ لا اینڈ آرڈر کے مسائل اور سیاسی خلفشار پیدا نہ ہو، اولوالامر کا انتخاب چونکہ جمہوری طریقہ پر ہوتا ہے، اسے تبدیل کیا جاسکتا ہے، مگر اس کی حکومت بدنظمی اور انتشار کا شکار نہ بن جائے۔

آخر میں یہ بھی فرمادیا کہ اس Charter of Human Rights کو دنیا کے کونے کونے میں عام اور شائع کر دیا جائے تاکہ ساری انسانیت اپنے حقوق پہچان لے اور ان کے حصول کی جدوجہد اور حصول کے بعد حفاظت کرے، اس کے بعد قرآن کریم کی وہ آیت نازل ہوئی ''الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی'' آج کے دن میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمتوں کو تمہارے لئے تمام کر دیا۔

ایمان وعقیدہ میں پختگی کے بغیر نجات ممکن نہیں

مولانا محمد وارث ریاضی

دنیا کی ہر چیز وجود میں آنے کے لیے کسی موجد یا صانع کی محتاج ہے، چنانچہ جب ہم کائنات پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں اس بات کا علم حاصل ہوتا ہے کہ یہ کائنات یوں ہی اچانک وجود میں نہیں آ گئی، بلکہ صانع یا موجد نے اسے خلعت وجود بخشا، لہٰذا وہی وجود بخشنے والا دنیا کا خالق یا صانع ہے جسے ہم اللہ کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے وجود پر عقلی دلیل قائم کرنے سے پہلے ہی انسانی تاریخ کے ابتدائی دور میں غیر ارادی طور پر انسان کے ذہن ودماغ میں یہ بات پیدا ہونے لگی تھی کہ اس کائنات کا کوئی خالق ضرور ہے، جس نے انسان کی ضروریات زندگی کے لیے قسم قسم کی چیزیں پیدا کیں، چنانچہ انسان جب اپنے مفاد کی چیزوں اور کائنات کے مظاہر کا آہستہ آہستہ ادراک کرنے لگا تو اس پر خالقِ کائنات کا تصور یقین محکم میں تبدیل ہونے لگا۔

زمین پر موجود یہ جمادات ونباتات، یہ بھاری بھرکم پہاڑ، صحرا، بہتے دریا اور سمندر، یہ بہار، خزاں، جاڑے، گرمی اور برسات کے یہ موسم جو اپنے اپنے خاص خاص اوقات میں رنگ اور روپ دکھلاتے ہیں، زمین پر اُگے ہوئے یہ درخت اور پودے جو اپنے مخصوص اوقات میں پھلتے ہیں، جنہیں ہم بہ طور غذا استعمال کرتے ہیں، یہ لہلہاتی ہوئی کھیتیاں جو ہمارے کھانے کے لیے غلے اُپجاتی ہیں، جن کے بغیر ہم جی نہیں سکتے، یہ دریا اور کنویں کے پانی جن سے ہم اپنی پیاس بجھاتے ہیں اور دوسری ضرورتوں میں استعمال کرتے ہیں، یہ طرح طرح کے پھول جن سے ہم مشام جاں کو معطر کرتے ہیں، یہ جڑی بوٹیاں جن کو ہم بطور دوا استعمال کرتے ہیں تا کہ ہماری صحت قائم رہے، زمین پر پھیلے ہوئے یہ جانور جن کو ہم بار برداری کے کام میں استعمال کرتے ہیں، اور جو دودھ دیتے ہیں ہم ان کا دودھ پیتے ہیں اور اس سے نوع بہ نوع کے کھانے کی لذیذ چیزیں تیار کرتے ہیں، ان جانوروں کے گوشت کھاتے ہیں اور اس سے توانائی حاصل کرتے ہیں اور ان کے چمڑوں سے ضروریات زندگی کے سامان تیار کرتے ہیں، یہ ساری چیزیں اور ان جیسی اور بہت سی چیزیں یوں ہی وجود میں نہیں آ گئیں؛ بلکہ ان کو وجود میں لانے والا کوئی ضرور ہے، جو ان کو وجود میں لا کر اپنی صنعت کی کاری گری کے جلوے دکھا رہا ہے، یہ سورج جو روزانہ مشرق سے نکل کر تدریجاً اپنی روشنی بکھیرتا ہوا مغرب کی طرف جا کر چند ساعتوں کے لیے ہماری نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے، پھر رات آ جاتی ہے اور چاند کی چاندنی سے ہم سرورِ نور حاصل کرتے ہیں، یہ آسمان کے ستارے جو رات بھر جگمگاتے ہیں اور دل کش نظارے پیش کرتے ہیں اور پھر طلوع سحر ہوتا ہے تو وہ مدھم پڑ جاتے ہیں اور پھر صبح کا حسین منظر ہمیں شادکام کرتا ہے، پھر آفتاب نکل کر ساری دنیا کو روشن کر دیتا ہے، چاند ستاروں اور سورج کے روزانہ کے یہ معمولات محض اتفاقیہ نہیں بلکہ یہ کسی حاکم اعلیٰ کے احکام کے تابع ہیں، اور اپنی ڈیوٹی منظّم طور پر انجام دیتے ہیں، یہ ساری چیزیں اور یہ نظام عالم خدائے وحدہ لاشریک کے وجود پر شاہد عدل ہیں، بلا شبہ قدرت کے یہ حسین وجمیل، پُرکیف اور دل کش مناظر، خالق کائنات کی صنعت گری کے عکاس ہیں۔

جہاں تک خدا کے ایک ہونے کی بات ہے تو اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے: ''اگر آسمان اور زمین میں اللہ کے سوا دوسرے خدا ہوتے تو دونوں درہم برہم ہو جاتے، لہٰذا عرش کا مالک ان باتوں سے بالکل پاک ہے جو یہ لوگ بتایا کرتے ہیں'' (ترجمہ سورۃ الانبیا آیت نمبر۲۲)

اس آیت کی تشریح وتفہیم میں مفتی محمد تقی عثمانی صاحب رقم طراز ہیں: ''یہ توحید کی ایک عام فہم دلیل ہے، اور یہ کہ اگر اس کائنات میں ایک سے زیادہ خدا ہوتے تو ہر خدا مستقل خدائی کا حامل ہوتا اور کوئی کسی کے تابع نہ ہوتا، اس صورت میں ان کے فیصلوں کے درمیان اختلاف بھی ہو سکتا تھا، اب اگر ایک خدا نے ایک فیصلہ کیا اور دوسرے خدا نے دوسرا فیصلہ کیا تو یا تو ان میں ایک، دوسرے کے آگے ہار مان لیتا، تو پھر وہ خدا ہی کیا ہوا جو کسی سے ہار مان لے؟ یا دونوں اپنے اپنے فیصلے نافذ کرنے کے لیے زور لگاتے تو متضاد فیصلوں کی تنفیذ سے آسمان اور زمین کا نظام درہم برہم ہو جاتا، اس دلیل کی ایک دوسری تشریح یہ بھی کی جا سکتی ہے جو لوگ آسمان اور زمین کے لیے الگ الگ خدا مانتے ہیں ان کا عقیدہ اس لیے بالکل باطل ہے کہ مشاہدے سے یہ بات ثابت ہے کہ یہ پوری کائنات ایک مربوط نظام میں بندھی ہوئی ہے، چاند، سورج اور ستاروں سے لے کر دریاؤں، پہاڑوں اور زمین کی نبات اور جمادات تک سب مین ایک ہم آہنگی پائی جاتی ہے، جو اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ان سب کو ایک ہی ارادے، ایک ہی مشیت اور ایک ہی منصوبہ بندی نے کام کرنے پر لگا رکھا ہے، اگر آسمان اور زمین کے خدا الگ الگ ہوتے تو کائنات میں اسی ربط وہم آہنگی کا فقدان ہوتا، جس کے نتیجے میں یہ سارا نظام درہم برہم ہو جاتا۔''

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے ساتھ قرآن حکیم نے اپنے تمام رسولوں اور نبیوں پر ایمان لانا ضروری قرار دیا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''(مسلمانو!) کہہ دو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے اور اس کلام پر بھی جو ہم پر اتارا گیا اور اس پر بھی جو ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب اور ان کی اولاد پر اتارا گیا، اور اس پر بھی جو موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا گیا، اور اس پر بھی جو دوسرے پیغمبروں کو ان کے پروردگار کی طرف سے عطا ہوا، ہم ان پیغمبروں کے درمیان کوئی تفریق نہیں کرتے، اور ہم اسی (ایک خدا) کے تابع فرمان ہیں۔'' (ترجمہ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۳۶)

قرآن حکیم میں یہ صراحت بھی موجود ہے کہ بعض رسولوں پر ایمان لانا اور بعض پر ایمان نہ لانا کفر ہے۔ ''جو لوگ اللہ اور اس کے رسولوں کا انکار کرتے ہیں، اور اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان فرق کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کچھ (رسولوں) پر تو ہم ایمان لاتے ہیں اور کچھ کا انکار کرتے ہیں اور (اس طرح) وہ چاہتے ہیں کہ کفر اور ایمان کے درمیان ایک بیچ کی راہ نکالیں، ایسے لوگ صحیح معنیٰ میں کافر ہیں، اور کافروں کے لیے ہم نے ذلت آمیز عذاب تیار کر رکھا ہے۔'' (ترجمہ سورۃ النساء آیت نمبر ۱۵۰۔۱۵۱)

قرآن حکیم کی مذکورہ آیات میں زمین پر بسنے والے تمام انسانی قبیلوں کے درمیان اخوت اور وحدت پیدا کرنے کی تعلیم دی گئی ہے، چوں کہ جب وہ تمام رسولوں پر ایمان لے آئیں گے، تو اگر کسی وجہ سے ان میں کوئی اختلاف پیدا ہو جائے گا تو ایمان بالرسل کے حوالے سے ان میں اتحاد واتفاق پیدا کرنا آسان ہو جائے گا، یہ اسلام ہی کی خصوصیت ہے کہ اس نے تمام انبیاء اور رسول پر ایمان لانے کا حکم دے کر تمام انبیاء کی امتوں کا احترام کرنے کی تعلیم دی ہے؛ تا کہ ان میں اتحاد واتفاق کا ماحول قائم رہے، تمام رسولوں پر ایمان لانے کی طرح تمام آسمانی کتابوں پر بھی ایمان لانا ''ایمان'' کا ایک رکن ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''یہ رسول (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اس چیز پر ایمان لائے ہیں، جو ان کی طرف ان کے رب کی طرف سے نازل کی گئی اور (ان کے ساتھ) تمام مسلمان بھی، یہ سب اللہ، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے ہیں۔'' (ترجمہ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۲۸۵)

مسند احمد بن حنبل کی ایک روایت کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر انسانوں کی رہنمائی کے لیے بھیجے گئے، جن میں تین سو پندرہ صاحب کتاب تھے، قرآن اور احادیث کی کتابوں میں ان کا ذکر نہیں ملتا، البتہ قرآن حکیم میں قرآن کے علاوہ حسب ذیل چار آسمانی کتابوں کا ذکر ملتا ہے۔ (۱) تورات (۲) انجیل (۳) زبور (۴) صحف ابراہیم۔

یہ چاروں کتابیں علی الترتیب حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ، حضرت داؤد اور حضرت ابراہیم علیہم السلام پر نازل ہوئیں، چوں کہ مذکورہ آسمانی کتابوں کی تصدیق قرآن حکیم نے کی ہے، اس لیے ان کتابوں پر ایمان لانا مسلمانوں پر ضروری ہے، قرآن حکیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے کہتا ہے: ''(اے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہم نے تم پر بھی حق پر مشتمل کتاب نازل کی ہے جو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور ان کی نگہبان ہے، لہٰذا ان لوگوں کے درمیان اسی حکم کے مطابق فیصلہ کرو، جو اللہ نے نازل کیا ہے، اور جو حق بات تمہارے پاس آ گئی ہے، اسے چھوڑ کر ان کی خواہشات کے پیچھے نہ چلو، تم میں سے ہر ایک (امت) کے لیے ہم نے (الگ) شریعت اور طریقہ مقرر کیا ہے۔ۏ'' (ترجمہ سورۃ المائدہ آیت نمبر ۴۸)

آیت بالا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے یہ بات بتائی گئی ہے کہ قرآن حکیم ''کتب الٰہیہ'' جیسے تورات اور انجیل وغیرہ کی تصدیق کرتا ہے؛ بلکہ قرآن نے ان کتابوں کا ذکر کر کے ان پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے کہ وہ خدا کی بھیجی ہوئی کتابیں ہیں؛ لیکن اولاً تو وہ کتابیں اپنی اصلی صورت میں نہیں ہیں، ثانیاً ان کتابوں کے احکام منسوخ کر دیے گئے ہیں، چوں کہ وہ موجودہ زمانے کے تقاضوں اور حکمتوں کا ساتھ دینے سے قاصر ہیں، اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت دی گئی ہے کہ قرآن حکیم میں جو احکام نازل کیے گئے ہیں، اسی کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو دین کی دعوت دیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہود ونصاریٰ کے طریقہ ہائے عبادت اور علمی احکام اور بعض امور جزئیات جو شریعت اسلامیہ کے مطابق نہیں ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو یک سر مسترد کر دیں، اس معاملے میں یہود ونصاریٰ کی خواہشات کی مطلقاً پیروی نہ کریں، جہاں تک ادیان سماویہ کی بنیادی بات ''عقیدۂ توحید'' ہے تو شریعت اسلامیہ کو اس سے مکمل اتفاق ہے، اسلام میں فرشتوں پر ایمان لانا اصول دین میں شمار کیا گیا ہے، انسان اور جنات کی طرح فرشتے بھی اللہ کی مخلوق ہیں؛ لیکن قابل ذکر بات یہ ہے کہ قرآن حکیم میں یہ تو ذکر کیا گیا ہے کہ انسان کو مٹی سے پیدا کیا گیا اور جنات کو آگ سے، مگر فرشتوں کے بارے میں قرآن کریم میں کہیں بھی ذکر نہیں ہے کہ وہ کس چیز سے پیدا کیے گئے، البتہ مسلم شریف کی ایک حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''فرشتے نور سے پیدا کیے گئے اور جن آگ کے دہکتے ہوئے شعلے سے پیدا کیے گئے۔''

اس حدیث کے مطابق فرشتوں کا تعلق غیر محسوس غیبی عالم لطیف سے ہے، جن کو ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ نہیں سکتے، تاہم عقل انسانی ان کے وجود کی نفی نہیں کر سکتی؛ کیوں کہ دور حاضر کے اہل علم اس بات کا دعویٰ نہیں کر سکتے کہ انہوں نے کائنات کی ہر چیز کے علم کا احاطہ کر لیا ہے، چوں کہ آج ہر روز کسی نہ کسی نئی چیز کا انکشاف ہوتا ہے، جس کو ہم پہلے سے نہیں جانتے تھے، لہٰذا یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ چیز جس کا انکشاف ہو رہا ہے، وہ انکشاف سے پہلے موجود نہیں تھی، بلکہ انکشاف کے بعد وہ چیز وجود میں آئی ہے، اس کی تعبیر ہم یوں بھی کر سکتے ہیں کہ ''عدم علم'' عدم وجود کی دلیل نہیں ہوتا، انسانوں کی طرح فرشتوں میں قوت اختیار نہیں ہے، انسانوں کے علی الرغم اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو ایک خاص طبعی قوت عنایت کی ہے، جس کے مدنظر فرشتے صرف نیک اعمال کر سکتے ہیں؛ لیکن وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہیں کر سکتے۔ یوں تو اللہ تعالیٰ نے بے شمار فرشتے پیدا کیے ہیں، جن کو اللہ نے مختلف قسم کی ذمہ داریاں دے رکھی ہیں، جن کو وہ بہ حسن وخوبی انجام دیتے رہتے ہیں؛ لیکن اللہ تعالیٰ کے چار بہت مقرب فرشتے حسب ذیل ہیں:

۱۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام: ان کو پیغمبروں کے پاس وحی الٰہی پہونچانے کی ذمہ داری دی گئی ہے۔

۲۔ حضرت میکائیل علیہ السلام: ان کو مخلوق کی روزی رسانی کی ڈیوٹی سپرد کی گئی ہے۔

۳۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام: ان کو مخلوق کی جان نکالنے پر مامور کیا گیا ہے۔

۴۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام: ان کو صور پھونک کر قیامت برپا کرنے کا کام دیا گیا ہے۔

تمام فرشتوں پر ایمان لانے کا ذکر سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۲۸۵ر کے حوالے سے سطور بالا میں کر دیا گیا ہے، ''عقیدۂ قدر'' یعنی خیر وشر کی تقدیر پر ایمان لانا بھی رکن ایمان ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر وشر کی تقدیر پر ایمان لانا لازم قرار دیا، کائنات میں خیر وشر کا وجود اللہ تعالیٰ کے فیصلے، ارادے اور اس کے تقاضائے حکمت کے عین مطابق ہے، اگر ''بشر'' کا وجود نہ ہوتا تو خیر کی شناخت نہیں ہوتی اور خیر نہ ہوتی تو شر کی حقیقت سمجھ میں نہیں آتی، شاعر کا یہ کہنا سو فیصد درست ہے ''و بضدھا تتبین الاشیاء'' (چیزیں اپنی ضد سے پہچانی جاتی ہیں) اسی لیے تقدیر خیر وشر پر ایمان لانا ضروری قرار دیا گیا ہے۔

یوم آخرت اور حیات بعد الممات کے وجود پر ایمان لانا اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے، تمام آسمانی ادیان اس بات پر متفق ہیں کہ موت کے بعد ایک دوسری زندگی بھی ہوگی، جس میں انسان کے اعمال کا حساب ہوگا، اور یہ عقیدہ الہامی طور پر انسان کے دل ودماغ اور ذہن وفکر میں پیدا ہوتا ہے کہ انسان کے اچھے اور برے اعمال کا ایک دن حساب ہوگا، اور اسی کے مطابق جزا اور سزا تجویز کی جائے گی۔

سید محمد عادل فریدی

اخبارِ جہاں

قطر عرب تعلقات دوبارہ بحال

سعودی عرب اور متحدہ عرب امارات کے بعد بحرین نے بھی قطر کے لیے اپنی فضائی حدود کھولنے کا اعلان کردیا ہے، بحرین کی وزارت برائے شہری ہوابازی نے ۱۰؍جنوری کو یہ اعلان امریکہ کی حمایت سے ہونے والے اُس معاہدے کے بعد کیا ہے جس میں عرب ملکوں کو قطر سے تنازع ختم کرنے پر زور دیا گیا تھا، خیال رہے کہ سعودی عرب نے گزشتہ ہفتے ایک اجلاس کے دوران قطر کے سیاسی بائیکاٹ کے خاتمے کا اعلان کیا تھا جس کے بعد ریاض اور امارات نے قطر کے لیے اپنے فضائی، زمینی اور سمندری راستوں کو کھولنے کا اعلان کیا، یادرہے کہ سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بحرین اور مصر نے ۲۰۱۷ء کے وسط میں قطر کے سفارتی، تجارتی اور سفری بائیکاٹ کا اعلان کیا تھا، بحرین کی جانب سے فضائی حدود کھولنے کے اعلان کے باوجود دونوں ملکوں کے درمیان سفارتی تعلقات بحال ہونے میں وقت لگ سکتا ہے۔ (بصیرت آن لائن)

سعودی عرب کے نیوم میں مجوزہ کاربن فری شہر ''دالائن''

سعودی شہریوں اور عہدیداروں نے نیوم میں کاربن فری شہر کے قیام کا خیر مقدم کیا ہے، ۱۰؍جنوری کو ولی عہد شہزادہ محمد بن سلمان کی جانب سے کاربن فری شہر کے بنانے کا اعلان کیا گیا تھا، اس شہر کو ''دالائن'' کا نام دیا گیا ہے، یہ کاروباری مرکز نیوم میں تعمیر ہوگا، اس کی تعمیر کا آغاز رواں برس کی پہلی سہ ماہی میں ہوگا، اس میں دس لاکھ باشندوں کو رہنے کی اجازت ہوگی، اس نئے شہر میں نہ گاڑیاں ہوں گی، نہ ہی گلیاں اور یہ کاربن کے اخراج سے پاک ہوگا، ماہر معاشیات معازن السدیری کا کہنا ہے کہ اس سے لوگوں کی کارکردگی میں بہتری آئے گی، یہ تہذیب کا ایک نیا دور ہے، ایک شہر کے لیے ایک نیا ماڈل جو صاف ستھرا ہوگا، ترتیب کے مطابق اس میں کاربن کا اخراج بھی نہیں ہوگا، سعودی وزیر مواصلات اور انفارمیشن ٹیکنالوجی عبداللہ الصواحہ نے نئے شہر سے متعلق اپنے بیان میں کہا ہے کہ سعودی عرب اکیسویں صدی کی جدید طاقت کے طور پر تاریخ کی کتاب میں داخل ہوا ہے، یہ شہر سبز اور کاربن سے پاک قدرتی توانائی حاصل کرنے کی جانب گامزن ہے، نیوم میں سبز ہائیڈروجن تیار کرنے کی صلاحیت بھی موجود ہے۔ (بصیرت آن لائن)

بوسنیا کی سرحد پر پھنسے ہزاروں تارکین وطن کو فوری مدد کی ضرورت

اقوام متحدہ نے خبردار کیا ہے کہ شدید سردی کے اس موسم میں بوسنیا ہرزگووینا کی سرحد پر پھنسے ہزاروں تارکین وطن کو فوری مدد کی ضرورت ہے، بوسنیا کی سرحد پر پھنسے ہوئے تارکین وطن کی اکثریت کا تعلق پاکستان، افغانستان اور دیگر جنوبی ایشیائی ممالک سے ہے، اقوام متحدہ کے ایک اہلکار نے کہا ہے کہ بوسنیا کے شمالی قصبے بے ہاک میں ۲۵۰۰؍افراد یا تو کھلے آسمان کے نیچے یا ایسے خیموں میں رہنے پر مجبور ہیں جن میں گرم کرنے کا نظام موجود نہیں، مقامی حکام ان مہاجرین کو یورپی یونین کی امداد سے بننے والے ریسیپشن سنٹر تک نہیں جانے دے رہے اور انھیں مجبور کررہے ہیں کہ وہ اس عارضی پناہ گاہ میں واپس جائیں جسے کورونا کی وبا کے شروع ہونے کے بعد قائم کیا گیا تھا۔ (بی بی سی لندن)

مظاہرین کو بغاوت پر اکسانے پر ٹرمپ کے خلاف مواخذہ

امریکی ایوان نمائندگان نے شکست یافتہ امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ کے خلاف مؤاخذہ کی منظوری دے دی ہے، اس کے بعد ایوان بالا سینیٹ میں ان کا ٹرائل کیا جائے گا، ان کے خلاف جرم ثابت ہونے کی صورت میں انھیں آئندہ کبھی بھی صدر کے عہدہ پر فائز ہونے سے روکا جاسکتا ہے، ٹرمپ پر گذشتہ ہفتے کیپیٹل ہل پر مظاہرے کے دوران مظاہرین کو ''بغاوت پر اکسانے'' کا الزام لگایا گیا تھا، اس طرح ڈونالڈ ٹرمپ امریکہ کی تاریخ میں وہ پہلے صدر بن گئے ہیں جنھیں دو مرتبہ مواخذے کا سامنا کرنا پڑا ہے، خیال رہے کہ گذشتہ ہفتے نومنتخب صدر جو بائیڈن کی فتح کی توثیق کے لیے سینیٹ میں ہونے والے ووٹ کے دوران صدر ٹرمپ کے حامیوں نے کیپیٹل ہل پر ہنگامہ آرائی کی تھی جس کے نتیجے میں ایک پولیس افسر سمیت پانچ افراد ہلاک ہوئے تھے۔ (بی بی سی لندن)

ٹرمپ کی اپنے حامیوں سے امن برقرار رکھنے کی اپیل

امریکہ کے شکست خوردہ صدر ڈونالڈ ٹرمپ نے اپنے حامیوں سے اپیل کی ہے کہ وہ صدارتی انتخاب میں کامیاب ہونے والے جو بائیڈن کی حلف برداری تقریب کے دوران کسی بھی قسم کا تشدد اور کشیدگی پیدا نہ کریں، قبل ازیں مسٹر ٹرمپ نے پیر کے روز مسٹر بائیڈن کی حلف برداری تقریب کو مدنظر رکھتے ہوئے واشنگٹن ڈی سی میں اسٹیٹ آف ایمرجنسی لگانے کا اعلان کیا تھا، قابل ذکر بات یہ ہے کہ امریکی خفیہ ایجنسی ایف بی آئی نے مسٹر بائیڈن کی حلف برداری تقریب کے دوران تشدد کی وارننگ جاری کی تھی، جس کے بعد خطے میں سیکیورٹی بڑھادی گئی ہے، حلف برداری کی تقریب کے دوران احتیاط کے طور پر کئی ہزار پولیس اہلکاروں کو بھی تعینات کیا جائے گا، امریکی صدر نے کہا ''احتجاجی مظاہروں کے خدشات کے پیش نظر میں اپیل کرتا ہوں کہ کوئی بھی کسی قسم کا تشدد نہ کرے اور نہ ہی قانون کو توڑے، میں تمام امریکیوں سے تناؤ کو کم کرنے اور امن برقرار رکھنے میں مدد کرنے کی اپیل کرتا ہوں۔'' (یو این آئی)

صدر کوئی ہو، امریکہ ہمارا سب سے بڑا دشمن: کِم جونگ اُن

شمالی کوریا کے رہنما کم جونگ اُن نے کہا ہے کہ امریکہ ان کے ملک کا ''سب سے بڑا دشمن'' ہے اور انھیں یہ توقع نہیں کہ پیانگ یانگ کے بارے میں واشنگٹن اپنی پالیسی تبدیل کرے گا، خواہ کوئی بھی صدر ہو، شمالی کوریا کے رہنما نے اپنی حکمراں ورکرز پارٹی کی شاذ و نادر منعقد ہونے والی کانگریس سے خطاب کرتے ہوئے شمالی کوریا کے جوہری ہتھیاروں کے اسلحہ خانے اور فوجی صلاحیت کو بڑھانے کا بھی عہد کیا، انھوں نے کہا کہ ان کے جوہری آبدوز کے منصوبے تقریباً مکمل ہو چکے ہیں، ان کے تبصرے اس وقت سامنے آئے ہیں جب نومنتخب صدر جو بائیڈن امریکہ میں اقتدار سنبھالنے کی تیاری میں ہیں، تجزیہ کاروں کا خیال ہے کہ مسٹر کِم کا تبصرہ آنے والی حکومت پر دباؤ ڈالنے کے لیے ہے، خیال رہے کہ جو بائیڈن ۲۰؍جنوری کو صدارت کا حلف لیں گے اور اسی دن سے ان کی صدارت کا دور شروع ہوگا۔ (بی بی سی لندن)

بزنس، روزگار و کیریر

لو جہاد قانون آئین مخالف: الٰہ آباد ہائی کورٹ

الٰہ آباد ہائی کورٹ نے لو جہاد معاملات کے مابین شادیوں کے رجسٹریشن کے حوالے سے ایک بڑا فیصلہ دیا ہے، ہائی کورٹ نے شادیوں سے پہلے نوٹس شائع کرانے اور اس پر اعتراضات کو غلط مانا ہے، عدالت نے اسے آزادی اور رازداری کے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی قرار دیا ہے، عدالت نے خصوصی شادی ایکٹ کی دفعہ 6 اور 7 کو بھی غلط قرار دیا ہے، عدالت نے کہا کہ کسی شخص کا بنیادی حق ہے کہ وہ مداخلت کے بغیر شریک حیات کا انتخاب کرے، جو لوگ شادی کررہے ہیں اگر وہ اپنی تفصیلات نہیں چاہتے ہیں تو ان کو منظر عام پر نہیں لانا چاہئے، تاہم شادی افسر کے پاس یہ اختیار ہوگا کہ وہ دونوں فریقوں کی شناخت، عمر اور دیگر حقائق کی تصدیق کرے، اس کے علاوہ عدالت نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ اقدام نوجوان نسل کے ساتھ ظلم اور ناانصافی جیسا ہے، جسٹس وویک چودھری نے یہ تبصرہ ہائی کورٹ کی لکھنؤ بنچ میں کیا۔ (بصیرت آن لائن)

دہلی میں دسویں اور بارہویں جماعت کے لیے اسکول کھولنے کا فیصلہ

دہلی حکومت نے دسویں اور بارہویں جماعت کے اسکول ۱۸؍جنوری سے کھل جائیں گے، یہ فیصلہ بورڈ امتحانات کی تیاریوں کے پیش نظر لیا گیا ہے، دہلی کے نائب وزیر اعلیٰ اور وزیر تعلیم منیش سسودیا نے کہا ہے کہ ہم بورڈ امتحان کے پیش نظر اسکول کھولنے پر غور کررہے ہیں، تاہم بچوں کو صرف والدین کی رضامندی سے ہی بلایا جاسکتا ہے، بچے آنے پر مجبور نہیں ہوں گے، خیال رہے کہ بہار سمیت کئی ریاستوں میں نویں سے بارہویں کی پڑھائی پہلے ہی شروع ہوچکی ہے (ایجنسی)

۴۸؍ہزار کروڑ کے سودے پر کابینہ کی مہر ۸۳؍تیجس فضائیہ میں ہوں گے شامل

دفاعی امور کی کابینہ کمیٹی (CCS) نے فضائیہ میں ۸۳؍تیجس ہلکے جنگی طیاروں کے شامل ہونے کا راستہ صاف کردیا ہے، ہندوستان ایرونا ٹکس لمٹیڈ کے ذریعہ بنائے گئے ان طیاروں کے لئے ۴۸؍ہزار کروڑ روپئے کا سودا کیا گیا ہے، یہ ہندوستان کی اب تک کی سب سے بڑی دفاعی خریداری ہے، مارچ ۲۰۲۰ء میں ڈیفنس ایکوزیشن کونسل نے ۸۳؍ایڈوانسڈ مارک آئی اے ورژن تیجس طیارہ کی خریداری کی بات پر مہر لگائی تھی، اب وزیر اعظم نریندر مودی کی صدارت والی سی سی ایس نے اس سودے کو فائنل کردیا ہے۔ (ایجنسی)

عالمی ادارہ صحت غریب ملکوں کو کرونا ویکسین کی دو ارب خوراکیں فراہم کرے گا

عالمی ادارہ صحت (ڈبلیو ایچ او) کی سرپرستی میں کام کرنے والے ادارے کوویکس نے کہا ہے کہ اس نے غریب ملکوں کو کرونا وائرس سے بچاؤ کی ویکسین فراہم کرنے کے لیے چھ ارب ڈالر کا فنڈ اکھٹا کرلیا ہے اور ویکسین کی دو ارب خوراکوں کا آرڈر دے دیا ہے، ادارے کا کہنا ہے کہ وہ ویکسین کی مزید ایک ارب خوراکیں حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے، ادارہ یہ ویکسینز غریب اور کم آمدنی کے ممالک میں صحت عامہ کے کارکنوں کو فراہم کرے گا تاکہ وہ عالمی وبا سے محفوظ رہ کر اپنی ذمہ داریاں نبھا سکیں، اگرچہ چین، امریکہ، اسرائیل اور دوسرے ملکوں کو ویکسین کی فراہمی کا سلسلہ جاری ہے، تاہم ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن کو خدشہ ہے کہ ویکسین کے اسٹاکس کی تعداد میں جس رفتار سے کمی ہورہی ہے، اس کے پیش نظر ہوسکتا ہے کہ کم یا درمیانی آمدنی رکھنے والے ۹۲؍ملکوں کے ہیلتھ ورکرز کے لئے کوویکس پروگرام کے ابتدائی مرحلے میں ویکسین دستیاب نہ ہوسکے، عالمی ادارہ صحت نے ویکسین بنانے والوں سے اپیل کی ہے کہ وہ غریب ملکوں کے لئے ویکسین کے اس کے پروگرام کوویکس کے لئے کوویڈ۔۱۹؍سے بچاؤ کے ٹیکے فراہم کریں۔ (ایجنسی)

بنگال میں اسسٹنٹ ٹیچروں کی بحالی میں ۱۲؍امیدواروں میں محض ایک مسلم

مغربی بنگال پبلک سروس کمیشن کی جانب سے وزارت اقلیتی امور و مدرسہ تعلیم کے تحت چلنے والے ہائی انگلش میڈیم مدرسہ کے لئے بحال کئے گئے ۱۲؍اسسٹنٹ ٹیچروں میں محض ایک مسلم امیدوار ہونے کی وجہ سے حکومت پر سوال اٹھنے لگے ہیں، پبلک سروس کمیشن کی جانب سے شائع اشتہار نمبر ۴ (۳) ۲۰۱۷ء کے تحت یہ بحالی ہوئی ہے، اس میں او بی سی کوٹہ کے تحت دو اور صرف ایک مسلم امیدوار کی بحالی ہوئی ہے، مغربی بنگال میں سرکاری مدرسوں میں اساتذہ کی بحالی کے لئے مدرسہ سروس کمیشن قائم ہے، مگر انگلش میڈیم ہائی مدرسہ براہ راست حکومت بنگال کے زیر کنٹرول ہیں اس لئے حکومت نے ان مدرسوں میں اساتذہ کی تقرری کے لئے پبلک سروس کمیشن کے ذریعہ اشتہار دیا تھا۔ (قومی آواز)

آزادی کے بعد پہلی مرتبہ کاغذ پر نہیں ہوگا بجٹ

کورونا وبا نے ہر چیز بدل کر رکھ دی ہے، یہ تبدیلیاں صرف ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ پوری دنیا میں رونما ہورہی ہیں، ہندوستان میں جہاں کورونا کے نام پر پارلیمنٹ کا سرمائی اجلاس نہیں ہوا، وہیں اس مرتبہ بجٹ اجلاس بھی گزشتہ سالوں سے پوری طرح منفرد ہوگا، اس سال بجٹ کاغذ پر نہیں دیکھنے کو ملے گا۔ آزاد ہندوستان کی تاریخ میں یہ پہلی بار ہوگا جب ارکان پارلیمنٹ اور باقی لوگوں کے پاس بجٹ کی کاپیاں کاغذی شکل میں نہیں ہوں گی، کورونا کی وجہ سے حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ اس سال بجٹ کی کاپیاں پرنٹ نہیں کی جائیں گی بلکہ یہ سافٹ کاپی کی شکل میں پیش کیا جائے گا۔ اطلاعات کے مطابق اس سال بجٹ کا ایک لنک ہوگا جو تمام ارکان کو بجٹ پیش کرنے کے ساتھ دیا جائے اور یہ لنک صحافیوں کو بھی دستیاب ہوگا، وزیر خزانہ نرملا سیتارمن بجٹ پیش کریں گی اور ارکان اس لنک پر جاکر بجٹ سفارشات پڑھ سکتے ہیں، واضح رہے سال بجٹ جب پرنٹ کے لئے جاتا تھا تو ایک حلوے کی تقریب منعقد ہوتی تھی جس میں کاپی پرنٹ کے لئے جانے سے پہلے کھانے کے لئے حلوہ بنوایا جاتا تھا۔ کورونا وبا کے پیش نظر حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے، لیکن اس فیصلہ سے ان ارکان پارلیمنٹ کو دشواری آسکتی ہے جن کو لنک کے ذریعہ سافٹ کاپیاں پڑھنے کی عادت نہیں ہے، اب سب کی نظریں اس پر ہیں کہ اس سال کا بجٹ کس طرح کا ہوگا کیونکہ وبا کی وجہ سے پوری معیشت بری طرح متاثر ہے۔ (قومی آواز)

امارت شرعیہ کے شب و روز

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

اردو زبان کو فروغ دیجئے، بنیادی دینی تعلیم کے مکاتب اور اعلیٰ عصری تعلیم کے لیے کوچنگ کے مراکز قائم کیجئے: مولانا محمد شبلی القاسمی

گذشتہ ۸/جنوری ۲۰۲۱ء کو یکہتہ، بلاک کھٹونہ، ضلع مدھوبنی میں حضرت مولانا مطیع الرحمٰن فلاحی صاحب گیدڑ گنج کی صدارت میں منعقد نقباء و نائبین نقباء امارت شرعیہ، علماء مدارس وائمہ مساجد، سماجی، ملی اور تعلیمی کارکنان اور دانشوروں کے ایک اہم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے قائم مقام ناظم امارت شرعیہ جناب مولانا محمد شبلی القاسمی نے کہا کہ نئی نسلوں کے دین وایمان کی حفاظت کے لیے بنیادی دینی تعلیم کو عام کرنا بہت ضروری ہے، ملک جس سمت میں تیزی سے بڑھ رہا ہے، تعلیم کے بھگوا کرن کو حکومت نے اپنی ذمہ داری سمجھ لیا ہے، ان حالات میں مکاتب دینیہ کی اہمیت کئی گنا بڑھ جاتی ہے۔ حضرت امیر شریعت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب کی ہدایت پر امارت شرعیہ آج گاؤں گاؤں میں بنیادی دینی تعلیم کے فروغ کی جو تحریک چلا رہی ہے، اس کی اہمیت کو جلد ہی آپ محسوس کریں گے کہ آج کے دور میں اپنے بچوں کو دین وشریعت کا علم سکھانا کتنا ضروری ہو گیا ہے۔

انہوں نے گاؤں گاؤں میں مکاتب قائم کرنے اور دینی بنیادی تعلیم کو عام کرنے پر زور دیتے ہوئے کہا کہ نئی نسلوں کے دین کے تحفظ کے لیے مکاتب کی تعلیم سے بہتر کوئی اور طریقہ نہیں ہو سکتا ہے، خاص طور پر حکومت ہند نے نئی قومی تعلیمی پالیسی لا کر جس خاص مذہب میں اس ملک کے تمام بچے بچیوں کو رنگ دینے کی کوشش کی ہے، اس تناظر میں دینی بنیادی تعلیم کے مکاتب کی اہمیت کا احساس ہر فکرمند باشعور، ذمہ دار حضرات کو ہونا چاہئے، ہر محلّہ، ہر گاؤں میں جہاں مسلمانوں کی چھوٹی آبادی ہو یا بڑی، دینی تعلیم کی فکر کرنی چاہئے، مساجد کے ائمہ کرام سے تعلیمی خدمات لیں اور اس خدمت پر ان کی حوصلہ افزائی کریں، بڑی آبادی ہے تو الگ سے معلمین بحال کریں، امارت شرعیہ نے خود کفیل تعلیم کا جو نظام مرتب کیا ہے، اس کے مطابق کام کو مہم کے طور پر آگے بڑھائیں، اسی طرح آج اس بات کی بھی سخت ضرورت ہے کہ عصری علوم اور خاص طور پر سخت مقابلہ جاتی امتحان میں ہمارے بچے اور بچیاں کامیاب ہوں، اس کے لیے لازم ہے کہ ہر علاقہ میں اہل علم اور فکرمند حضرات آگے بڑھیں اور بچے اور بچیوں کے لیے باصلاحیت اساتذہ کی مدد سے کوچنگ سنٹر قائم کریں۔ امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب دامت برکاتہم نے اب سے تیرہ سال پہلے ملک میں عصری تعلیم کو آسان بنانے اور اس راہ میں مسلم بچے اور بچیوں کو زیادہ سے زیادہ کامیاب ہونے کے لیے رحمانی تھرٹی کا نظام قائم کیا، یہ نظام کم وقت میں کامیاب بھی ہوا اور مقبول بھی، اور مسلم بچے بچیوں کی حوصلہ افزائی بھی ہوئی اور انہیں کامیابی تیزی سے مل رہی ہے، رحمانی تھرٹی کے طرز پر گرچہ پورے ملک میں سیکڑوں فکرمند اور ملت کا درد رکھنے والے افراد نے عصری مقابلہ جاتی تعلیم کے لیے کوچنگ سنٹر کھولے، لیکن ان کی تعداد آج بھی آٹے میں نمک کے برابر ہے، یہ تعداد بڑھنی چاہئے اور ہر علاقہ میں، ہر بڑی مسلم آبادی میں کوچنگ سنٹر قائم ہونا چاہئے۔ اس کا فائدہ جہاں عصری تعلیم کے میدان میں کامیابی سے ملے گا، وہیں اس کا ایک بڑا فائدہ یہ ہوگا کہ اسلامی ماحول میں اچھے اخلاق وتربیت سے ہمارے بچے آراستہ ہوں گے اور کوچنگ سنٹر کے نام پر مسلم لڑکے اور لڑکیوں کی بے دینی کی جو شکایات ملتی ہیں، اور بسا اوقات وہاں سے ارتداد کے شکار وہ بچے اور بچیاں ہو جاتے ہیں، اس پر بھی بند لگے گا۔ مولانا نے اپنے خطاب میں کہا کہ تیسری اہم بات مجھے یہ کرنی ہے کہ ہماری علمی وراثت اس ملک میں بڑی حد تک اردو زبان میں محفوظ ہے، اردو زبان وادب کے ذریعہ نہ صرف یہ کہ اسلام کی ترویج واشاعت کا کام ہوا، بلکہ اس ملک کی تعمیر وترقی، اور اس ملک کی آزادی میں اردو زبان کا بڑا دخل رہا ہے، اس زبان نے دلوں کو جوڑنے اور سماج کو بہتر بنانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ اب یہ زبان ایک خطہ اور ایک مذہب کی زبان نہیں رہ گئی بلکہ پورے ملک میں بولی اور سمجھی جانے والی زبان ہے، ریاست بہار میں اس زبان کو دوسری سرکاری زبان کی حیثیت حاصل ہے، لیکن اس کے باوجود اس کی خواندگی کی شرح تیزی سے گھٹ رہی ہے، جس کے اسباب وعوامل اور وجوہات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاں حکومت میں بیٹھے اعلیٰ افسران کی عصبیت ہر دن اسکی راہ میں رکاوٹ بن رہی ہے، اردو کو کمزور کرنے اور اس کے پڑھنے والوں کی تعداد کم کرنے اور اس کے جاننے والوں کا حوصلہ پست کرنے کی کوشش کی جارہی ہے، وہیں کہیں نہ کہیں ہماری بھی کمیاں ہیں، اور ہم نے بھی بڑی حد تک اردو زبان کے ساتھ ناانصافی کی ہے، ہمارے بچے اور بچیاں اردو نہیں پڑھتے، ہمارے گھر والوں کی زبان اردو ہونی چاہئے، اردو لکھنے، پڑھنے اور بولنے کا عام مزاج جو ہونا چاہئے، اس میں کہیں نہ کہیں کوئی کمی ضرور نظر آرہی ہے، اردو اخبار اور اردو کی کتابوں کا مطالعہ کثرت سے ہونا چاہئے، اس لیے امارت شرعیہ کا تیسرا اہم پیغام یہ ہے کہ اردو زبان کی ترویج واشاعت، اس کے فروغ، اس کے پڑھنے، پڑھانے پر خصوصی توجہ دی جائے۔ چوتھی بات آپ حضرات سے یہ عرض کرنی ہے کہ اتحاد امت کی اس وقت بڑی ضرورت ہے، اس ملت کا نقصان خارجی فتنوں کے مقابلہ میں اندرونی وداخلی اختلافات سے زیادہ ہوا ہے، اس وقت ہر خاندان، ہر گاؤں اور ہر علاقہ مختلف ناموں پر انتشار کا شکار ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم لوگ ایک امت، ایک ملت، ایک جماعت بن کر زندگی گزاریں، اگر آپس میں کسی طرح کا کوئی تنازع کھڑا ہو جائے تو اسے معاف کرنے اور اسے اپنے لوگوں کے درمیان بیٹھ کر حل کرنے اور زیادہ سے زیادہ دار القضاء امارت شرعیہ تک لانے کی کوشش کریں، آپ کے تمام جھگڑوں اور ملت کے تمام مسائل کا حل اللہ کی نازل کردہ کتاب قرآن کریم میں اور اللہ کے پیارے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی شریعت میں موجود ہے، اپنے مسائل کا حل اپنی کتاب میں تلاش کیجئے، اپنے مسائل کورٹ کچہریوں، پولیس اور تھانے تک لے جا کر اپنی قوت، اپنی طاقت، اپنی دولت، اپنے وقت اور اپنی صلاحیت کو ہرگز ضائع نہ ہونے دیجئے، اس وقت امارت شرعیہ کے یہ چار نکاتی اہم پیغام ہیں، ان چاروں باتوں کا ہر جگہ تذکرہ ہونا چاہئے، اسے زمین پر اتارنے کے لیے فوری اقدام کرنا چاہئے، عمومی مجالس میں بھی اور نجی بیٹھکوں میں بھی حضرت امیر شریعت مدظلہ کی ان چار ہدایات کا اتنا چرچہ ہو کہ لوگ ان کو اپنی ضرورت سمجھنے لگیں اور اسے اپنی زندگی میں اتاریں۔

اس موقع سے معروف عالم دین حضرت مولانا ممتاز علی مظاہری ؒ کی یاد میں سہ ماہی مجلّہ صدائے ممتاز کا بھی اجراء کیا گیا، اس مجلس میں بڑی تعداد میں موجود امارت شرعیہ کے نقباء، نائبین نقباء حضرات کو ان کی نقابت کی سند بھی تقسیم کی گئی اور ان سے عہد لیا گیا کہ ہم اپنے گاؤں، سماج، پنچایت، بلاک اور ضلع کے مسائل کو مثبت اور تعمیری رخ دیں گے اور سماج کی تعمیر وترقی، ان کی دینی، تعلیمی، معاشی بہتری کے لیے فکرمندی سے کام لیں گے اور حضرت امیر شریعت کی ہدایات اور پیغامات پر مضبوطی سے عمل کریں گے اور اپنے اپنے گاؤں اور محلّہ میں دینی بنیادی تعلیم کے مکاتب قائم کرنے کی تحریک چلائیں گے، اور بڑی آبادیوں میں زیادہ سے زیادہ عصری تعلیم میں کامیابی کے لیے ماہر، مخلص، باصلاحیت اساتذہ کی مدد سے کوچنگ سنٹر قائم کریں گے، اردو زبان کی تعلیم وترقی کے لیے کوشاں رہیں گے اور اپنے نزاعات کا حل اپنے سماج، معاشرہ اور کتاب اللہ سے نکالنے کی کوشش کریں گے۔ اس اجلاس میں کئی موقر علماء، دانشوران اور سماجی وملی کارکنان نے اظہار تاثر کرتے ہوئے امارت شرعیہ کی اس چار نکاتی فکر کو وقت کی ضرورت بتایا اور حضرت امیر شریعت کی دور اندیشی، ان کی بصیرت اور ان کے ذریعہ دیے گئے خاص طور پر ان چار احکامات کو قدر کی نگاہ سے دیکھا، اجلاس میں شرکت کرنے والوں میں مولانا منظور احمد شمسی صدر بلاک کھٹونہ، مفتی انوار احمد قاسمی سنگرام، مولانا مطیع الرحمٰن قاسمی پرنسپل مدرسہ رحمانیہ یکہتہ، مولانا منت اللہ قاسمی باگھا کسمار، ازبق احمد علیگ مکھیا یکہتہ، مولانا احسان الحق قاسمی نقیب بیرپور پنچایت، مولوی محمد اعلیٰ صاحب نرھیا بازار، حافظ بشیر الدین صاحب یکہتہ، مولانا سعود عالم صاحب مجھوڑا، مولانا ہارون صاحب طوفان پور، مولانا ظل الرحمٰن ندوی طوفان پور، مولوی محی الدین مظاہری پرساہی، پروفیسر کاظم صاحب وغیرہ کے نام اہم ہیں، اس موقع سے مدرسہ یعقوبیہ کے اساتذہ اور منتظمین، خاص طور پر ادارہ کے سربراہ جناب مولانا مشتاق علی اور قاضی رضوان احمد صاحب نے اہم رول ادا کیا۔ اجلاس کی نظامت کی ذمہ داری امارت شرعیہ کے نائب ناظم جناب مولانا مفتی محمد سہراب ندوی صاحب نے بہتر طریقہ سے انجام دی، نائب ناظم امارت شرعیہ نے بھی اتحاد امت، اخوت ومحبت کی اہمیت پر پرمغز خطاب کیا اور لوگوں سے امیر شریعت کی ہدایات پر عمل کرنے کا عہد لیا، آخر میں صدر مجلس کی دعا پر پروگرام کا اختتام ہوا۔

ضلع مدھوبنی کے بسیٹھا گاؤں میں آتش زدگان کو امارت شرعیہ کی جانب سے مالی مدد

۱۹/دسمبر ۲۰۲۰ء روز سنیچر کی شب ضلع مدھوبنی کے بینی پٹی میں واقع بسیٹھا بستی کے چند غریب خاندانوں کے لیے بڑی تکلیف دہ رات ثابت ہوئی، سخت سردی کے عالم میں جب پورا گاؤں سو رہا تھا اچانک کچھ گھروں سے آگ کے شعلے بلند ہونے لگے اور دیکھتے دیکھتے پھوس کے وہ کچے مکان دھو دھو کر کے جل اٹھے، تھوڑی ہی دیر میں سب کچھ جل کر خاکستر ہو گیا، ان مکانوں کے غریب مکین کسی طرح اپنی جان بچا کر بھاگے، لیکن کوئی اثاثہ نہ بچا پائے، یہ سب مزدور طبقے کے لوگ تھے، پائی پائی جوڑ کر یہ اثاثے جمع کیے تھے، جو ان کی آنکھوں کے سامنے آگ کی نذر ہو گئے، ایک گھر میں بیٹی کی شادی کے لیے برسوں میں کچھ سامان جوڑے گئے تھے، وہ سب بھی جل گئے۔ ایسے میں ان کی نگاہیں امارت شرعیہ کی طرف اٹھیں، امارت شرعیہ جو ہر مصیبت میں مظلوموں اور پریشان حال لوگوں کی پشت پر کھڑی رہتی ہے، چاہے سماوی آفات ہوں یا زمینی بلاء لوگوں کو بلا تفریق مذہب وملت راحت پہونچانے کے لیے ہمہ وقت تیار رہتی ہے، بسیٹھا بستی کے ان ستم رسیدہ خاندانوں تک بھی امارت شرعیہ کے نمائندگان، بینی پٹی بلاک کی تنظیم امارت شرعیہ کے صدر، سکریٹری اور دیگر ذمہ داران بروقت پہونچے، انہیں تسلی دی، اور فوری طور پر ان کی راحت رسانی کا نظم کیا، ساتھ ہی مرکزی دفتر میں بھی اس واقعہ کی خبر کی۔ قائم مقام ناظم جناب مولانا محمد شبلی القاسمی صاحب نے واقعہ کی تفصیل حضرت امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی مدظلہ العالی کی خدمت میں پیش کی، حضرت امیر شریعت دامت برکاتہم نے ان تمام متاثرین کی درخواستوں کو منظور فرمایا اور ہر متاثر کو بیت المال امارت شرعیہ سے دس دس ہزار روپئے دینے کا حکم فرمایا، چنانچہ دفتر امارت شرعیہ سے ان متاثرین کے نام دس دس ہزار روپئے کا چیک جاری کیا گیا اور مؤرخہ ۱۱/جنوری ۲۰۲۱ء کو امارت شرعیہ کے وفد نے متاثرین سے ملاقات کر کے چیک ان کے حوالے کیا۔ امارت شرعیہ کے اس بروقت اقدام سے جہاں متاثرین کو راحت ملی وہیں، علاقہ کے لوگوں پر بہت اچھا اثر پڑا، اور انہوں نے حضرت امیر شریعت، اور قائم مقام ناظم صاحب کا شکریہ ادا کیا۔ اس موقع پر مولانا شاہد قاسمی سکریٹری تنظیم امارت شرعیہ بینی پٹی بلاک، جناب پرویز صاحب صدر تنظیم امارت شرعیہ بینی پٹی بلاک، جناب قاری مبین صاحب نائب صدر بینی پٹی بلاک، مولانا افروز قاسمی صدر بسیٹھا پنچایت، مفتی حسن الرحمٰن ندوی صاحب سکریٹری بسیٹھا پنچایت، مولانا ممتاز صاحب امام بسیٹھا مسجد، جناب عبد المالک صاحب نقیب رانی پور اور دیگر افراد موجود رہے۔

دینی بنیادی تعلیم کے ساتھ عصری علوم کے ادارے قائم کیجئے: مفتی محمد سہراب ندوی

مورخہ ۹/جنوری ۲۰۲۱ء کو ضلع دربھنگہ کے عنایت پور بڈھیب پالی، گھنشیام پور بلاک کے نقباء، نائبین نقباء اور مشیران نقباء کا ایک اہم اجتماع مولانا مفتی محمد سہراب ندوی صاحب نائب ناظم امارت شرعیہ کی صدارت میں منعقد ہوا، جس میں حضرت امیر شریعت مدظلہ کی طرف سے گھنشیام پور بلاک ضلع دربھنگہ کے نقباء و نائبین نقباء اور مشیران نقباء کو سند دی گئی۔ اس اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے نائب ناظم صاحب نے کہا کہ "نقیب، نائب نقیب اور مشیر نقیب، تنظیم امارت شرعیہ کی روح اور اس کی پہچان ہیں، وہ اپنی آبادی میں حضرت امیر شریعت کے نمائندے اور فکر امارت کے ترجمان ہیں، آج آپ کو جو سند دی گئی ہے اور جو ذمہ داریاں آپ کے سپرد کی جارہی ہیں، لازم ہے کہ ہر ذمہ دار اس سند کو اپنے لئے باعث عزت وسعادت سمجھے اور حضرت امیر شریعت کی طرف سے جو ذمہ داریاں سپرد کی جارہی ہیں پوری مستعدی کے ساتھ ان کو روبعمل لائے، اس وقت مخدوم گرامی حضرت امیر شریعت مدظلہ کی ہدایت ہے کہ ملی درد رکھنے والا ہر مسلمان بچوں کی بنیادی دینی تعلیم کے لئے خود کفیل دینی مکتب اور مسلم لڑکے لڑکیوں کے لئے اعلیٰ عصری تعلیم گاہ اور کوچنگ سنٹرس کے قیام پر فوری توجہ دے، اردو زبان لکھنے پڑھنے کی چلن کو عام کرے، آپسی تنازعات کو سماجی سطح پر حل کرنے کی عملی کوشش کرے، اور ان کاموں کو تحریکی انداز میں شروع کیا جائے، تمام نقباء ودیگر علماء، ائمہ ودانشوران نے پورے عزم کے ساتھ ان کاموں کو اپنی آبادی میں شروع کرنے اور ایک ماہ کے اندر کارکردگی رپورٹ سے دفتر امارت شرعیہ کو مطلع کرنے کا عہد کیا، مفتی صاحب نے امارت شرعیہ کے بڑھتے قدم اور پھیلتے شعبوں کی جھلکیاں بھی پیش کیں، اور اصلاح معاشرہ کے تعلق سے اثر انگیز پیغام بھی دیا، لکھنور بلاک کے سکریٹری تنظیم امارت شرعیہ جناب مفتی انوار عالم صاحب نے اپنے بیان میں مختلف معاشرتی خرابیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے جھوٹ، رشوت اور نشہ خوری کے مضر اثرات کو بیان کیا، اور ان خرابیوں سے سماج کو پاک کرنے کی تلقین کی، گھنشیام پور بلاک کے صدر اور اجلاس کے منتظم مفتی نظر الباری صاحب نے افتتاحی کلمات کہے، مولانا مسعود عالم قاسمی سکریٹری تنظیم امارت شرعیہ گھنشیام پور نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا، مولانا شعیب عالم قاسمی مبلغ امارت شرعیہ نے نظامت کے فرائض انجام دئے، جناب قاری شرف الدین صاحب سکریٹری بلاک جھنجھار پور بھی اجلاس میں شریک رہے۔ عنایت پور بڈھیب کے نوجوانوں اور ذمہ داروں نے پورے جوش وخروش کے ساتھ اجلاس کا انتظام کیا۔

اوروہ زمانہ آگیا ہے

ایک موقع پر رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ ’’عنقریب ایک زمانہ آئے گا کہ ساری قومیں مسلمانوں پر ٹوٹ پڑیں گی جس طرح بھوکے دسترخوان پر ٹوٹ پڑتے ہیں‘‘ (ابوداؤد) خوب اچھی طرح سمجھ لینے کی ضرورت ہے کہ ہم اسی زمانے میں سانس لے رہے ہیں۔ غالباً یہ بتانے کی ضرورت نہ ہوگی کہ ایسا کیوں ہوگا۔ سوچنا یہ ہے کہ ہمیں ایسے پرآشوب وقت میں کرنا کیا چاہیے۔ کیا آپس میں لڑنا بھڑنا اور مارکاٹ کرنا چاہیے یا مل جل کرنا مساعد حالات کا مقابلہ کرنا چاہیے۔ اللہ کی ناراضگی والے کاموں سے دور رہنا چاہیے یا اس میں اور شدت اختیار کرنا چاہیے، گناہوں سے توبہ کرنا چاہیے یا اس پر اور جری ہونا چاہیے، یقیناً ہر انصاف پسند شخص یہی کہے گا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنا چاہیے۔ اتحاد واتفاق کی فضا قائم کرنا چاہیے، ایسا کوئی کام نہیں کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے عتاب اور عذاب کا سامنا کرنا پڑے۔ آپ یقیناً اس بات سے اتفاق کریں گے کہ اتحاد واتفاق کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ سب اپنا مسلک بدل دیں، ایک ہی قسم کا لباس پہننا شروع کردیں، ایک ہی طرح کی غذا استعمال کرنے لگیں اور ایک ہی زبان بولنے لگیں، کسی کی زبان اردو ہوگی، کوئی ہندی بولتا ہوگا، کسی کی زبان کنٹر یا بنگلہ ہوگی، کسی کی کچھ اور ہوگی، لیکن سب ہوں گے ملت واحدہ۔ قرون اول میں مسلمان کتنے تھے؟ گنتی کے تھوڑے سے تھے لیکن پوری دنیا پر ان کی دھاک جمی ہوئی تھی، ہم اس وقت وطن عزیز کی بات کررہے ہیں جہاں کہتے ہیں مسلمان بیس بائیس کروڑ سے کم نہ ہوں گے، لیکن ذرا سوچ کر بتایئے کہ ان کی حیثیت کیا ہے، کیا وہ اپنی کوئی بات کسی سے منوا سکتے ہیں؟ ہم تو یہی سمجھتے ہیں کہ ان کی شناخت گم اور ہوا اکھڑ گئی ہے اور وہ مندرجہ بالا حدیث کے معنوں میں مصداق ہیں۔ کیا یہ حدیث نہیں ہے کہ ہم اتحاد کے لئے اٹھتے ہیں لیکن انتشار و پراگندگی کے خارزار میں پھنس کے رہ جاتے ہیں، میڈیا ہمارے خلاف زہر افشانی میں مشغول ہے، لیکن ہم ہیں کہ آپس ہی میں لڑلڑ کے مرے جارہے ہیں، اتحاد بین المسلمین وقت کی پکار ہے لیکن ہم اس کو سننے کے لئے آمادہ نہیں ہیں۔ ایک واعظ کھڑا ہوتا ہے اور مسلکی اختلافات کی آڑ میں انتشار اور ٹوٹ پھوٹ کی باتیں شروع کردیتا ہے۔ اس بات کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ فی زمانہ جو لوگ بھی مسلک ومشرب اور فقہی اختلاف کی بنیاد پر عوام کو اشتعال دلاتے ہیں، وہ مسلمانوں کے ہمدرد نہیں بلکہ مسلمانوں اور اسلام کے دشمنوں کا ہاتھ بٹانے والے ہیں۔ اس بات کو گرہ باندھ لینے کی ضرورت ہے اختلاف کا معنی مخالفت نہیں ہے، بعض مسائل میں صحابہ کرام کے درمیان اختلاف تھا مگر مخالفت اور عناد نہ تھا۔ بعض صحابی آمین بالجہر کے قائل تھے، بعض نہیں تھے، رفع یدین کے بارے میں بھی اختلاف تھا، لیکن مخالفت نہ تھی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اپنی امت کے اختلاف کو رحمت سے تعبیر کیا ہے۔ امام بخاریؒ اور امام شافعیؒ کے درمیان فقہی اختلاف تھا، لیکن عقیدت واحترام کا حال یہ تھا کہ ایک مرتبہ امام شافعیؒ ان کے مزار پر تشریف لے گئے تو مزار کے احاطے میں نماز پڑھنی پڑی اور آپ نے نہ رفع یدین کیا نہ قنوت نازل پڑھی، اس پر شاگردوں نے سوال کیا کہ کیا آپ نے اپنا مسلک ترک کردیا تو آپ نے فرمایا ’’نہیں، میں اپنے مسلک پر قائم ہوں، البتہ میں نے صاحب مزار سے شرم کی ہے کہ ان کے قریب کھڑے ہوکر ان کے مسلک کے خلاف عمل کیسے کروں‘‘ اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے، موجودہ حالات ہم سے تقاضہ کرتے ہیں کہ ہم ’’بنیان مرصوص‘‘ سیسہ پلائی ہوئی بنیاد) بن جائیں تاکہ کوئی ہمیں ہلا نہ سکے۔ اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو وہی ہوگا جو ہورہا ہے، ہم شکوہ وشکایت بند کریں، سر پھٹول سے باز آئیں، مسلمانوں پر مسجدوں کے دروازے بند نہ کریں، فقہی اختلاف کی بنیاد پر عوام کے درمیان ہیجان انگیز تقریریں بند کریں، ہوا کا رخ پہچانیں، صلیبی اور صیہونی طاقتوں کی سازشوں اور شرانگیزی کا ادراک کریں اور اپنی صفوں کی کجی دور کریں، میڈیا کی ہفوات پر مشتعل نہ ہوں، سوشل میڈیا پر سوال وجواب کرتے وقت محتاط رہیں، کم بولنا اور زیادہ غور وفکر کرنا دانشمندی کی علامت ہے، یہ بھی سمجھنا ضروری ہے کہ کثرت تعبیر خواب کو پراگندہ اور منتشر کردیا کرتی ہے، کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اپنوں سے بھی نقصان پہنچ جاتا ہے، ہم خود اپنے بیری بن جائیں تو دوسروں کا کیا قصور؟ یاد رکھیں ہم معاندین کے نشانے پر ہیں، ہم گام پہ چند آنکھیں نگراں ہر موڑ پہ ایک لیسنس طلب‘‘ والا معاملہ ہے، ایسا کچھ سوچیں کہ ہمیں لقمۂ تر سمجھنے والے اپنے ارادوں میں ناکام ہوجائیں۔ بقول شاعر:

ایک ہوجائیں تو بن سکتے ہیں خورشید مبین ورنہ ان بکھرے ہوئے تاروں سے کیا بات بنے

بقیہ قطب عالم مولانا محمد علی مونگیری (دوسری قسط) …………

اے خوش آں چشمے کہ گریاں می نمود ☆☆☆ اے خوش آں جانے بریاں می نمود

اس شعر کے سنتے ہی میں ازخود رفتہ ہوگیا۔ ایک جگہ لکھتے ہیں:۔ ’’نیک بختی اور چیز ہے اور ولایت اور شئے ہے، ولایت محض عنایت خدا سے ہوتی ہے، حضرت کے پاس بیس بیس برس تک لوگ رہے اور حضرت فرماتے تھے کہ ہم بہت چاہتے ہیں مگر کچھ نہیں ہوتا اور جس کو وہ چاہتا ہے ایک توجہ میں ہوجاتا ہے، یہ ارشاد فرما کر آپ کھڑے ہوگئے اور فرمایا کہ پڑھنے پڑھانے سے کیا ہوتا ہے؟ دیکھو میں کچھ قرآن شریف پڑھ لیتا ہوں اور تھوڑا سا کچھ اور، لطف میں آکر فرمایا کہ اللہ، رسول پر جان قربان کرنا چاہیئے، اس سے سب کچھ ہوتا ہے اور چند شعر پڑھے، جن میں سے دو شعر یہ ہیں:

سحر میں سامری کے کیا قدرت ☆☆☆ تیری آنکھوں میں جو اثر دیکھا

ہجوم داغ نے میرے یہ گلفشانی کی ☆☆☆ کہ اس نے آپ تماشے کو مہربانی کی

یہ باتیں میری طرف خطاب کرکے فرمائیں؛ اگرچہ اور صاحب بھی بیٹھے تھے، اس سے میری اندرونی حالت میں عجیب لطف کا احساس ہوا، ’’سُبحَانَ مَنْ نَوَّرَ قلوبَ العارِفِينَ بِنُورِ العارفين‘‘۔

سید الطائفہ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ آپ کا بڑا احترام فرماتے اور وقعت وعظمت کی نگاہ سے دیکھتے تھے، حضرت حاجی صاحب نے آپ کو چاروں سلسلوں سے اجازت عطا فرمائی تھی، ایک تسبیح، ایک چادر، اور ایک ٹوپی بطور خرقہ کے بھیجی تھی، اجازت نامہ حضرت حاجی صاحبؒ نے ضیاء القلوب پر اپنے قلم سے تحریر فرمایا ہے۔

(مقالہ ازمولانا رحمانی کمالات محمدیہ)

قطب عالم حضرت مونگیریؒ کی شان اقدس میں مشائخ سلوک کے یہ چند توصیفی کلمات ذکر کئے گئے، لیکن میرے یہ غیر مرتب انداز تحریر، منتشر کلمات، شکستہ جملے کسی بھی طرح اس بلند پایہ عالم ربانی اور عظیم المرتبت مصلح اور مربی کے اوصاف کی ترجمانی نہیں کرسکتے، وہ بہت اونچا مقام رکھتے تھے، میری تحریر اور میرے ذہن ودماغ کی وہاں تک رسائی کہاں؟ اس راہ کا ناآشنا راہ کی لذتوں اور مقامات کو کیا بیان کرسکے؟ لیکن ایک انسانی مزاج، انگلی کٹا کر شہیدوں میں نام کرنے کا بھی ہے، ولایت کے واؤ سے ناواقفیت کے باوجود اس بارے میں کچھ تحریر کرنے کی جرأت کو کیا کہئے؟ مگر ہاں!

احب الصالحين ولست منهم ☆☆☆ لعل الله يرزقني صلاحاً

ویسے بھی راہ عشق ووفا میں نقوش وحروف، الفاظ اور جملوں کی کوئی حیثیت نہیں، تصوف جس ذات اقدس کی سیر کا نام ہے وہ خود لامتناہی اور فہم وادراک سے بالا ہے، جس کا کوئی مثل ہے، نہ مثیل، نہ مثال۔

تو دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا ☆☆☆ بس جان گیا میں تیری پہچان یہی ہے

حضرت مونگیریؒ کے وصال کو ایک صدی گزرنے کو ہے، مگر تاہنوز آپ کا فیض جاری ہے اور آج تک آپ کی آباد کردہ خانقاہ مرکز رشد وہدایت اور مرجع خلائق ہے اور یہاں کے چشمۂ فیض سے ایک عالم سیراب ہورہا ہے، دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کا فیض تاقیامت اسی طرح جاری وساری رکھے اور یہاں کے شیوخ سے اسی طرح عالم مستفید ہوتا رہے، آمین یارب العالمین۔ ایں دعاء ازمن واز جملہ جہاں آمین باد

اقوال زریں

☆ جب توجہ کا مرکز اپنی ہی ذات کی خوبیاں ہوں، تو انسان اپنی اصلاح میں سست اور دوسروں پر تنقید کرنے میں چست ہوجاتا ہے (امام غزالیؒ)

☆ توکل سیکھنا ہے تو پرندوں سے سیکھو، وہ جب شام کو گھر جاتے ہیں تو ان کی چونچ میں کل کے لیے کوئی دانا نہیں ہوتا۔ (شیخ سعدیؒ)

☆ نفس وہ بھوکا کتا ہے جو انسان سے غلط کام کروانے کے لیے اس وقت تک بھونکتا رہتا ہے، جب تک وہ غلط کام کروا نہ لے، اور انسان جب وہ کام کرلیتا ہے تو یہ کتا سو جاتا ہے، لیکن سونے سے پہلے ضمیر کو جگا جاتا ہے۔ (امام غزالیؒ)

☆ عقلمند اور بیوقوف دونوں میں کچھ نہ کچھ عیب ضرور ہوتا ہے۔ مگر عقلمند اپنے عیب کو خود دیکھتا ہے اور بیوقوفوں کا عیب دنیا دیکھتی ہے۔ (شیخ سعدیؒ)

اعلان مفقود الخبری

معاملہ نمبر ۴۲/۱۴۷/۱۴۴۲ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ دھرم پور سمستی پور)

آفرین خاتون بنت محمد معظم حیدر عرف گلاب مقام سادی پور خراج ڈاکخانہ بتھنا ضلع سمستی پور۔ فریق اول

بنام

شاکر حسین عرف راجا ولد مہدی حسن مقام سادی پور خراج ڈاکخانہ بتھنا ضلع سمستی پور

حالمقام: محلّہ دیس راج نزد دنیا چوپال ڈاکخانہ وضلع باغپت (یوپی)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء امارت شرعیہ دھرم پور سمستی پور میں عرصہ ڈیڑھ سال سے غائب ولاپتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادانہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۲/رجب المرجب ۱۴۴۲ھ مطابق ۲۵/فروری ۲۰۲۱ء روز جمعرات بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

معاملہ نمبر ۴۲/۱۴۳۰/۱۴۴۲ھ

(متدائرہ دارالقضاء امارت شرعیہ بسوریا مغربی چمپارن)

جہاں آرا بنت نور الہدیٰ مقام نوکاٹولہ مہوئی وارڈ نمبر ۹ ڈاکخانہ مہوئی ضلع مغربی چمپارن۔ فریق اول

بنام

ارشاد عالم عرف گڈو ولد محمد حشم الدین عرف سوکھل میاں مرحوم مقام بگہی وارڈ نمبر ۳ ڈاکخانہ بگہی ضلع مغربی چمپارن۔ فریق دوم

اطلاع بنام فریق دوم

معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ فریق دوم کے خلاف دارالقضاء بسوریا میں عرصہ چار سال سے غائب ولاپتہ ہونے، نان ونفقہ نہ دینے اور جملہ حقوق زوجیت ادانہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں فوراً اپنی موجودگی کی اطلاع دیں اور آئندہ تاریخ سماعت ۱۴/رجب المرجب ۱۴۴۲ھ مطابق ۲۷/فروری ۲۰۲۱ء روز سنیچر بوقت ۹/بجے دن آپ خود مع گواہان وثبوت مرکزی دارالقضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہوکر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ ہذا کا تصفیہ کیا جاسکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

قبض کشا غذائیں

ڈاکٹر سید امجد علی جعفری

ایک تخمینے کے مطابق دنیا بھر میں تقریباً 20 فیصد افراد قبض کی بیماری میں مبتلا رہتے ہیں۔اس کی وجوہ میں روزانہ گھنٹوں بیٹھ کر کام کرنا، ورزش نہ کرنا، عمر بڑھنے کے ساتھ آنتوں کی رفتار کا سست ہونا اور بغیر ریشوں یا کم ریشوں والی غذائیں کھانا شامل ہیں۔اس سے بچنے کے لئے قبض کشا دوائیں کھائی جاتی ہیں اور براز کو نرم کرنے کے لئے ریشے دار غذائیں باقاعدگی سے کھانے کے لئے تجویز کی جاتی ہیں۔ذیل میں بارہ ایسی غذائیں درج کی جا رہی ہیں، جنھیں قبض کشا کے طور پر کھایا جاسکتا ہے:

سیب : ایک درمیانے سائز کے سیب میں کافی ریشہ ہوتا ہے۔اس کے زیادہ تر ریشے آنتوں میں جذب نہیں ہو پاتے ہیں اور براز بنانے اور اسے خارج کرنے کے لئے آنتوں کو ایسا متحرک رکھتے ہیں کہ وہ براز کو آگے دھکیلتی رہتی ہیں۔اس میں ایک کیمیائی جزو "پیکٹن" (Pectin) ہوتا ہے، جو قبض کشا کا کام کرتا ہے اور مفید بیکٹیریا کی تعداد بڑھانے میں بھی معاون ہوتا ہے۔دنیا بھر میں سیب کو کچا، دہی کے ساتھ، جو کے دلیے کے ساتھ، پکا کر یا مربے کی شکل میں بھی کھایا جاتا ہے۔

آلو بخارا : اس پھل کو بھی قبض ختم کرنے کے لئے کھایا جاتا ہے۔32 گرام آلو بخارے میں دو گرام ریشہ ہوتا ہے اور روزانہ کی ضرورت کے مطابق اس میں سات فیصد حیاتین الف (وٹامن اے) اور پوٹاشیئم ہوتے ہیں۔آلو بخارے کا ایک گلاس رس بھی قبض کشا ہوتا ہے۔اس میں "سار بی ٹال (Sorbitol)" نامی مفید جزو ہوتا ہے، جو نظام ہاضمہ میں جذب نہیں ہوتا۔یہ آنتوں سے پانی لے کر غیر ہضم شدہ غذا اور ریشوں میں ملا دیتا ہے، جو غذا کو آگے دھکیلنے میں آنتوں کو تحریک دیتے ہیں اور براز کو نرم بنا دیتے ہیں، جس سے اس کا اخراج آسان ہوجاتا ہے۔

السی کے بیج: ایک چائے کا چمچہ السی کے بیج چند دنوں تک کھانے سے براز وقت پر آنے لگتا ہے، ہاضمہ ٹھیک ہوجاتا ہے اور وزن بھی کم ہوجاتا ہے۔السی کے بیجوں میں اسہال کو کم کرنے کی بھی خاصیت ہے۔السی کے بیجوں کو دلیے، دہی، یخنی یا سلاد میں ملا کر کھایا جاسکتا ہے۔انھیں پیس کر شربت میں گھول کر بھی پیا جاتا ہے۔

ناشپاتی : ناشپاتی میں بھی ریشے ہوتے ہیں۔78 گرام کی ایک ناشپاتی میں 6 گرام ریشے ہوتے ہیں، جو روزانہ کے ریشوں کی ضرورت پورا کرنے کے لئے کافی ہوتے ہیں۔اس میں بھی "سار بی ٹال" جزو ہوتا ہے۔یہ بھی نظام ہاضمہ میں جذب نہیں ہوتا اور آنتوں سے پانی لے کر غیر ہضم شدہ غذا اور ریشوں میں ملا دیتا ہے، جو غذا کو آگے دھکیلنے میں آنتوں کو تحریک دیتے ہیں۔یہ براز کو نرم بنا دیتا ہے، جس سے اس کا اخراج آسان ہوجاتا ہے۔ناشپاتی میں فرکٹوس ہوتی ہے، جو جسم میں جذب ہوجاتی ہے۔کچھ فرکٹوس آنتوں میں جذب ہو کر قبض کشا کا کام دیتی ہے۔ناشپاتی کچی بھی کھائی جاتی ہے اور سلاد میں بھی شامل کی جاتی ہے۔بعض افراد اس کا سینڈوچ بنا کر بھی کھاتے ہیں۔

لوبیا : لوبیا میں بھی ریشے کافی مقدار میں ہوتے ہیں۔91 گرام پکے ہوئے لوبیا میں 59 گرام ریشے ہوتے ہیں۔کالے لوبیا میں آنتوں میں حل ہونے والے اور نہ حل ہونے والے دونوں ریشے ہوتے ہیں۔حل ہونے والا لوبیا، براز کو نرم بناتا ہے اور نہ حل ہونے والے ریشے براز کی مقدار بڑھاتے ہیں، جس سے قبض نہیں ہوتا ہے اور نہ ریاح بنتا ہے اور نہ اس سے پیٹ پھولتا ہے۔

ریوند چینی : ریوند چینی کے ریشے بھی قبض دور کرتے ہیں۔51 گرام ریوند چینی میں ایک گرام پانی میں نہ حل ہونے والے ریشے ہوتے ہیں۔اس میں ایک مرکب "سی نوسائڈ" (Sennoside) ہوتا ہے، جو "سینا" نامی بوٹی میں بھی پایا جاتا ہے۔یہ قبض کشا ہوتا ہے۔مذکورہ مرکب آنتوں میں پانی کی ترسیل کو قابو میں کرتا ہے۔اس کے نتیجے میں پانی کا انجذاب بڑھ جاتا ہے، جو براز کو نرم کرتا ہے اور اسے آگے دھکیلنے میں معاون ہوتا ہے۔بھنی ہوئی ریوند چینی کو دہی اور دلیے میں شامل کیا جاتا ہے، جو اسے خوشبودار بنا دیتا ہے۔

انجیر : اسے پھل کے طور پر کھایا جاتا ہے۔یہ آنتوں کو صحت مند رکھتا ہے۔خشک انجیر کے ریشے یکجا گوتھے ہوئے ہوتے ہیں۔75 گرام انجیر میں 57 گرام ریشے ہوتے ہیں، جو ریشوں کی روزانہ کی ضرورت کو پورا کر دیتے ہیں۔اس کی لگدی) پیسٹ (کو تین ہفتے کھانے سے قبض ٹوٹ جاتا ہے۔یہ پیٹ کی بے چینی کو بھی کم کرتا ہے۔اسے سلاد میں شامل کرکے، ابال کر یا مربے کے طور پر کھاتے ہیں۔اس سینڈوچ اور پیزا میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

شکر قند : اس میں حیاتین، نمکیات اور ریشے خوب ہوتے ہیں۔150 گرام شکر قند میں 4 گرام ریشے ہوتے ہیں۔اس میں ایسے اجزاء ہوتے ہیں، جو آنتوں کو فعال اور صحت مند رکھتے ہیں۔شکر قند بہترین قبض کشا بھی ہے۔اسے بھون کر، پکا کر، اُبال کر یا سلاد کا حصہ بنا کر کھاتے ہیں۔خون کے سرطان میں مبتلا مریضوں کو اگر قبض ہوجائے تو شکر قند کھانے سے چند روز میں ہی انھیں فائدہ ہوتا ہے۔

مسور کی دال : 99 گرام مسور کی دال میں 8 گرام ریشے ہوتے ہیں۔اس میں "بیوٹرک ایسڈ" (Butyric Acid) ہوتا ہے، جو ایک قسم کا چربیلا تیزاب ہے۔یہ آنتوں کی غذا کو آگے دھکیلنے کی قوت کو بہتر کر دیتا ہے۔یہ آنتوں کے ہارمون سے بننے والے سیال اور آنتوں میں پیدا کردہ رکاوٹوں کو دور کر دیتے ہیں۔اس کے علاوہ قبض بھی نہیں ہونے دیتے۔مسور کی دال بہت مزے دار اور مفید ہوتی ہے۔یہ روٹی کے علاوہ چاول کے ساتھ بھی کھائی جاتی ہے۔اس میں موجود ریشے مجموعی طور پر نظام ہاضمہ کو فعال رکھتے ہیں۔

تخم بالنگا : 28 گرام تخم بالنگا میں 11 گرام ریشے ہوتے ہیں۔یہ آنتوں کے پانی میں حل ہو کر لیس دار مادہ بناتے ہیں، جس سے براز نرم اور گیلا ہوجاتا ہے، تاکہ آسانی سے خارج ہوجائے۔اسے دہی میں ملا کر بھی کھایا جاتا ہے۔یہ پڈنگ میں بھی ڈالا جاتا ہے۔بعض افراد اسے فرنی یا اپنی پسند کے دیگر کھانوں کو لیس دار بنانے کے لئے بھی استعمال کرتے ہیں۔

ایوو کیڈو : ایووکیڈو (Avocado) نامی اس پھل کو "مگرناشپاتی" بھی کہتے ہیں۔اس کے پیٹ میں ایک چکنی سی گٹھلی ہوتی ہے، جس کا ذائقہ سیب و ناشپاتی سے ملتا جلتا ہوتا ہے۔یہ پھل غذائیت سے بھرپور ہوتا ہے۔146 گرام "ایووکیڈو" میں 10 گرام ریشے ہوتے ہیں۔اس میں پانی میں حل ہونے والے اور نہ حل ہونے والے دونوں قسم کے ریشے ہوتے ہیں۔یہ قبض ختم کرنے والا پھل ہے۔اس کے کھانے سے آدمی جلد سیر ہوجاتا ہے اور بسیار خوری نہیں کر پاتا۔اس طرح وزن بھی کم ہوجاتا ہے۔اس کے کھانے سے انسان بڑھاپے میں بھی تندرست رہتا ہے۔"ایووکیڈو" کو سینک کر یا بھون کر توس پر لگا کر یا سینڈوچ بنا کر بھی کھایا جاتا ہے۔

جو کی بھوسی:

جو کے دانے میں ریشے بھرپور ہوتے ہیں۔40 گرام جو میں 7 گرام ریشے ہوتے ہیں۔اس کے کھانے سے وزن قابو میں رہتا ہے۔جو کی بھوسی کھانے سے قبض نہیں رہتا۔مختلف ملکوں میں اس کی کاشت کی جاتی ہے، لیکن اس کی رنگت اور ذائقہ مختلف ہوتا ہے۔

ہفتۂ رفتہ | **راشد العزیزی ندوی**

مساجد کی مرکزیت بحال ہوگی تو معاشرہ میں صالح انقلاب آئے گا

بہار شریف کے کاغذی محلہ کی مسجد میں ائمہ کرام وخواص سے مفتی محمد سہراب ندوی کا خصوصی خطاب

مذہب اسلام میں مساجد کو ایک خاص مرکزیت حاصل ہے، وہ اسوۂ نبوی کے آئینہ میں صرف ایک عبادت گاہ نہیں بلکہ تعلیم گاہ، تربیت گاہ، مرکز دعوت دین اور ملی وحدت واجتماعیت کے سبق کی عملی درسگاہ بھی ہے، جب تک مساجد کی یہ مرکزیت بحال رہیں، اس وقت تک اسی ایک پاور ہاؤس سے دین کے ہر شعبہ کو روشنی ملتی رہی، آج بھی ضرورت ہے کہ مساجد کی اس مرکزیت کو بحال رکھنے پر پوری توجہ دی جائے، ائمہ کرام اور مساجد کے ذمہ داران صرف مساجد کی ظاہری تعمیر پر توجہ نہ دیں بلکہ مساجد کو سجدوں سے آباد رکھنے، بنیادی دینی تعلیم کے لئے مسجد میں مکتب کا نظام قائم کرنے، ناخواندہ بزرگوں اور جوانوں کے لئے قرآن پاک سیکھنے کا حلقہ لگانے کا اہتمام کریں، مساجد کے انہیں کردار سے معاشرہ میں صالح انقلاب اور دین وایمان کی روشنی عام ہوسکتی ہے، ان خیالات کا اظہار امارت شرعیہ کے نائب ناظم جناب مولانا مفتی محمد سہراب ندوی صاحب نے بہار شریف کے کاغذی محلّہ کی مسجد میں ضلع نالندہ کے ائمہ کرام اور خواص ودانشوران کے ایک اجتماع سے کیا، انہوں نے قرآنی آیات، اسوۂ نبوی اور سیرت صحابہ کی روشنی میں مختلف جہتوں سے مساجد کی مرکزیت اور اس کے ازسرنو بحال کرنے کی ضرورت پر زور دیا، اس موقع پر انہوں نے حضرت امیر شریعت مدظلہ کی ہدایت پر امارت شرعیہ کی طرف سے خود کفیل دینی مکاتب کے قیام، معیاری عصری تعلیم کے لئے معیاری اسکولس اور کوچنگ سنٹر کے انتظام اور اردو زبان کے پڑھنے پڑھانے کے لئے جاری تحریک کو بھی موثر انداز میں پیش کرتے ہوئے کہا کہ نئی نسلوں کے دین وایمان کی حفاظت کے لئے بنیادی دینی تعلیم کو عام کرنے کی ضرورت ہے، تعلیم کے بھگوا کرن کو حکومت نے اپنی ذمہ داری اور اصل سمجھ لیا ہے، ان حالات میں مکاتب دینیہ کی اہمیت کئی گنا بڑھ جاتی ہے، امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب کی ہدایت پر امارت شرعیہ نے گاؤں گاؤں، قصبہ قصبہ اور شہر میں بنیادی دینی تعلیم کے فروغ کی جو تحریک چلا رہی ہے اس کی اہمیت وافادیت کو جلد ہی آپ محسوس کریں گے کہ آج کے دور میں بچوں کو دین شریعت کا علم سکھانا کتنا ضروری ہوگیا ہے، انہوں نے کہا کہ ہر محلّہ کی مسجد میں مکاتب قائم کیے جائیں، کیونکہ نئی نسلوں کے دین وایمان کے تحفظ کے لئے مکاتب کی تعلیم وتربیت سے بہتر کوئی اور طریقہ نہیں ہوسکتا ہے، خاص طور پر حکومت ہند نے جو نئی قومی تعلیمی پالیسی لا کر جس خاص مذہب میں اس ملک کے تمام بچے بچیوں کو رنگ دینے کی کوشش کی ہے اس کے پیش نظر دینی بنیادی کے مکاتب کی اہمیت کا احساس ہر فکر مند باشعور ذمہ دار حضرات کو ہونا چاہئے، شہر سے لیکر گاؤں تک جہاں مسلمانوں کی چھوٹی بڑی آبادی ہو دینی تعلیم کی فکر کرنی چاہئے، مساجد کے ائمہ کرام سے تعلیمی خدمات لیں اور اس خدمت پر ان کی حوصلہ افزائی ہدیہ تحفہ کی شکل میں کریں، اسی طرح آج اس بات کی بھی سخت ضرورت ہے کہ بچیوں کی عصری علوم میں کامیابی اور ان کی پاکدامنی کے لئے محلّہ ہی میں کوچنگ وٹیوشن کا انتظام کے لئے اہل علم اور فکر مند حضرات آگے بڑھیں اور باصلاحیت اساتذہ کی مدد سے کوچنگ سنٹر قائم کریں، اس کا فائدہ جہاں عصری تعلیم کے میدان میں کامیابی ملے گی وہیں دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ اسلامی ماحول میں اچھے اخلاق وکردار اور تربیت سے آراستہ ہوں گے۔اسی طرح اردو زبان جو ہمارا ایک ملی سرمایہ ہے اس زبان کے پڑھنے پڑھانے کی چلن کو بھی زیادہ سے زیادہ عام کیا جائے۔اس اجتماع کے انعقاد اور اس کی کامیابی میں محترم جناب انصار رضوی صاحب اور نوجوانوں کی مقامی ٹیم نے کلیدی حصہ لیا۔

نئی نسلوں کے مستقبل کی فکر کیجئے: احمد حسین قاسمی

بنیادی دینی تعلیم وتربیت کی فکر کی جائے، اعلیٰ عصری تعلیم کے میدانوں میں نسل نو کو پوری یکسوئی کے ساتھ آگے بڑھایا جائے، اسلامی تہذیب اور مکارم اخلاق سے اپنے نوجوانوں کو سنوارا جائے، ہر آبادی میں دین کے اجتماعی نظام کو قابل عمل بنایا جائے، موجودہ حالات میں آنے والے مسائل کے حل کے لئے بین المسالک اتحاد واتفاق کو یقینی بنانے کی کوشش کی جائے، فرد سے لے کر جماعت تک ہر سطح پر اصلاح معاشرہ اور اسلامی تعلیمات کی تحریک پیدا کی جائے، حالات حاضرہ میں کرنے کے کاموں میں مسلمانوں کو ترجیحات کیا ہوں ان کا تعین کیا جائے اور اس راہ میں مطلوبہ جدوجہد سے ہرگز گریز نہ کیا جائے، ان پیغامات کو جگہ جگہ پہنچانے اور امت کو اس کے فرض منصبی سے آگاہ کرنے کے لئے مفکر اسلام حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ نے علماء امارت کے وفود کو متعلقہ تینوں ریاستوں میں بھیجنے کا عظیم فیصلہ لیا ہے جس کے پیش نظر ریاست بہار کے مختلف اضلاع میں امارت شرعیہ کے علماء وکارکنان کا اصلاحی ودعوتی دورہ جاری ہے، ضلع بھاگلپور میں سنہولہ، جکدیش پور، سمریا، بادے لوگائیں، کوروڈیہہ سنہولی اور سلیم پور میں دورہ ہوچکا ہے، اس موقع پر قائد وفد مفتی سہیل اختر قاسمی نائب قاضی شریعت امارت شرعیہ نے مسلم نوجوانوں کو خطاب کرتے ہوئے ان کے تابناک ماضی کا تذکرہ کیا اور انہیں ایک زندہ قوم کا سرمایہ اور ملک کا مستقبل بتایا اور اس ضمن میں ان کے کرنے کے کاموں کی جانب انہیں متوجہ کیا، امارت شرعیہ کے معاون ناظم مولانا احمد حسین قاسمی مدنی نے امت مسلمہ کی دینی وانسانی ذمہ داریوں پر روشنی ڈالتے ہوئے ریاستی، ملکی وعالمی تناظر میں اس کے جو اہم فرائض ہیں ان سے غفلت برتنے کے تباہ کن نتائج سے ملت کو آگاہ کیا اور ملت کے ہر فرد کی جو اسلامی ذمہ داریاں ہیں ان کی ادائیگی کی جانب عام مسلمانوں کو متوجہ کیا اور امارت کے ان عظیم کارناموں کو عوام کے سامنے رکھا جن سے ملت کی زندگی اس ملک میں روشن ہے، قاضی شریعت بھاگل پور وباتکا مفتی خورشید انور قاسمی نے دارالقضاء امارت شرعیہ کے سوسالہ کارناموں کا تعارف کرایا اور خواتین اسلام کی خاندانی ذمہ داریاں بتائیں، مفتی مجیب الرحمٰن قاسمی معاون قاضی شریعت نے امارت شرعیہ کی خدمات کا مکمل تعارف کرایا مولانا منعام الدین قاسمی ومولانا قاسم صاحب نے انتظامی امور کو بحسن وخوبی انجام دیا، مقامی علماء کرام اور عوام نے دل کھول کر امارت شرعیہ کے اس وفد کا استقبال کیا، اخیر میں قائد محترم کی دعاء پر مجلس کا اختتام ہوا۔

Volume:60/70,Issue:03 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqeeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT SHARIAH
BIHAR ODISHA & JHARKHAND

NAQUEEB WEEKLY

PHULWARI SHARIF,PATNA 801505

SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-BIHURD/4136/61

رنگ محفل چاہتا ہے اک مکمل انقلاب
چند شمعوں کے بھڑکنے سے سحر ہوتی نہیں
(قابل اجمیری)

مغربی بنگال کے اسمبلی انتخابات اور مسلمان

محمد شمشاد

ریاست مغربی بنگال میں مسلمانوں کی آبادی 27.01 فیصد ہے، مغربی بنگال کی 294 حلقوں میں سے 218 سیٹیں ایسی ہیں، جہاں کے انتخاب کو مسلمان متاثر کرتے ہیں اور وہ ان حلقوں میں جیت اور ہار میں اہم رول ادا کرتے ہیں اس کے علاوہ مغربی بنگال کے اسمبلی انتخاب میں 84 اسمبلی ایسی ہیں جہاں مسلم امیدوار اول اور دوئم مقام پر رہتے ہیں، گذشتہ 2016ء کے مغربی بنگال کے انتخاب میں 84 اسمبلی ایسے تھے جہاں سے 59 مسلم ممبران اسمبلی منتخب ہوئے تھے جس میں 33 ترنمول کانگریس سے، 18 کانگریس اور 8 رہنما بایاں محاذ سے منتخب ہوئے تھے جب کہ اس الیکشن میں 63 مسلم رہنما دوسرے مقام کے ساتھ ناکام رہے تھے جس میں 20 ترنمول کانگریس سے، 31 بایاں محاذ، 10 کانگریس اور دو آزاد امیدوار شامل تھے، قابل ذکر بات یہ ہے کہ ان میں 38 حلقے ایسے ہیں جہاں سے پہلا اور دوسرا مقام حاصل کرنے والا کوئی مسلم امیدوار ہی تھا ان میں ایک درجن سے زیادہ امیدوار ایسے تھے جن کی معمولی ووٹوں سے شکست ہوئی تھی۔

یہی حال 2011 کے اسمبلی انتخاب میں بھی دیکھنے میں آیا ہے، اس اسمبلی انتخاب میں 84 اسمبلی ایسے تھے جہاں سے 60 مسلم ممبران اسمبلی منتخب ہوئے تھے جب کہ دوسرے مقام پر رہنے والے 50 مسلم لیڈران تھے ان میں 40 حلقے ایسے تھے جہاں سے اول، دو مقام حاصل کرنے والا کوئی مسلمان ہی تھا۔

غور طلب بات یہ ہے کہ ان میں بیشتر جگہوں پر مسلمانوں کے ووٹوں کا انتشار ہی ان کے ہار کی وجہ بنتی رہی ہے اس میں نیشنل وعلاقائی پارٹیوں کے امیدوار ہوں یا نام نہاد مسلم لیڈر، سبھی نے ہزار دو ہزار ووٹ لاکر کامیاب ہونے والے رہنماؤں کا راستہ روکنے کا کام کیا ہے، اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ہم مسلمان متحد ضرور ہیں لیکن شیشہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح متحد نہیں ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ہم مسلمان کسی بھی سرکار پر کوئی دباؤ بنانے میں ناکام نظر آتے ہیں، دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ ہمارے مسلم سیاسی قائدین ومعززین الیکشن کے لئے اس طرح کا کوئی منصوبہ تیار نہیں کرتے ہیں کہ کس طرح ہم ان پارٹیوں کے سامنے دباؤ کی سیاست کرنے میں کامیاب ہوسکتے ہیں اس کے علاوہ ہمارے قائدین دوسروں کی طرح کبھی چھل کپٹ اور دباؤ کی سیاست نہیں کرتے ہیں۔

اس مضمون میں ہم نے مغربی بنگال کا ایک جائزہ پیش کرنے کی کوشش کی ہے تاکہ وہاں کی مسلم قیادت اپنے طور پر یہ سوچنے پر مجبور ہوں کہ کس طرح سے وہ اپنی نمائندگی حکومت کے سامنے پیش کرسکتے ہیں، ریاست بنگال میں مرشدآباد، مالدہ اور شمالی دیناج پور تین اضلاع ایسے ہیں جہاں مسلمانوں کی آبادی 50% سے زیادہ ہے، ضلع مرشدآباد میں مسلم آبادی 67% ہے، اس ضلع میں کل 22 اسمبلی ہیں جس میں 16 اسمبلی حلقہ فرکا، شمشیر گنج، صوتی، جنگی پور، رگوناتھ گنج، ساگر دیگھی، لال گولا، بھنگولا، رانی نگر، بھرت پور، ریجی نگر، بیل ڈینگا، ہری ہر پارا، نیٹوڈا، دومکل اور جلنگی ایسے حلقے ہیں جہاں سے کوئی مسلم امیدوار اول یا دوسرے مقام پر رہتا ہے جب کہ ضلع مالدہ میں 52% مسلم آباد ہیں، اس ضلع میں 12 اسمبلی ہیں یہاں کے 8 اسمبلی حلقہ چنچل، ہریش چندرپور، ملاتی پور، رتوا، منک چک، موتھاباری، شجاع پور اور بیشناب نگر ہیں جہاں سے کسی نہ کسی طرح مسلم اسمبلی میں جاتے رہے ہیں، اسی طرح ضلع شمالی دیناج پور کے 4 حلقہ چوپرا، اسلام پور، گول پوکھر اور چکولیا ایسے اسمبلی ہیں جہاں مسلم نمائندگی سامنے آتی رہی ہے۔

اس صوبہ میں بیربھوم اور جنوبی 24 پرگنہ دو ایسے اضلاع ہیں جہاں مسلم آبادی 30% سے زیادہ ہے، بیربھوم میں مسلم آبادی 37% ہے، اس ضلع میں کل 11 اسمبلی ہیں اس میں 5 حلقہ لابھر پور، رام پور ہاٹ، حسن، نلہٹی اور موراری اسمبلی ایسے ہیں جہاں مسلم امیدوار نظر آتے ہیں، جنوبی 24 پرگنہ جہاں 36% مسلم آبادی ہے اس ضلع میں 31 اسمبلی آتے ہیں جہاں 11 حلقہ ککدیپ، کلپی، مشرقی کنگ، مغربی باری پور، مغربی منگراہاٹ، ڈائمنڈ ہاربر، بھنگور، قصبہ، شمالی سونپور، بج بج اور مٹیابرج اسمبلی ہیں یعنی کل 16 اسمبلی ایسے ہیں جہاں مسلم نمائندگی کے لئے محنت کی جاسکتی ہے، اسی طرح صوبہ میں ندیا، ہاوڑہ، شمالی چوبیس پرگنہ، کوچ بہار، جنوبی دیناج پور، بردوان اور کولکتہ 7 اضلاع ایسے ہیں جہاں مسلم آبادی 20 فیصد سے زیادہ ہے، ضلع ندیا میں 27% مسلم آبادی ہے اس ضلع میں کل 17 اسمبلی ہیں اس کے 5 حلقے پلاسی پارا، کالی گنج، نکاش پارا، چھپرا اور جنوبی کرشنانگر اسمبلی ہیں ہاوڑہ ضلع میں 26.2% مسلمان رہتے ہیں جہاں کل 16 اسمبلی ہیں اسکے 4 حلقہ پنچلہ، مغربی اولبیریا، شمالی اولبیریا، جگت اور بلبھ پور ہیں اسی طرح شمالی چوبیس پرگنہ میں 26% مسلمان ہیں اس ضلع میں 9 اسمبلی ہیں جنوبی دیناج پور کے 2 حلقہ کمارکم اور ہری رام پور ہیں جب کہ ضلع بردوان جہاں مسلم 21% آباد ہیں، بردوان میں کل 25 اسمبلی ہیں اس کے 7 حلقہ شمالی بردوان، موٹیشور، میماری، کیٹوگرام منگل کوٹ، رانی گنج اور جموریا ہیں، کولکتہ میں 22% مسلم آبادی ہے جہاں کل 11 اسمبلی ہیں، کولکتہ کا ایک حلقہ جہاں کولکتہ پورٹ ہے جہاں سے مسلم نمائندگی پیش کی جاسکتی ہے۔

اس کے علاوہ ہوگلی، مشرقی مدناپور، مغربی مدناپور، ناکورہ چار اضلاع ایسے ہیں جہاں مسلم آبادی کم ہے لیکن یہاں بھی کچھ اسمبلی ایسی ہیں جہاں سے مسلم نمائندگی حاصل ہوتی رہی ہے، ہوگلی میں 16% مسلم آباد ہیں ہوگلی میں کل 8 اسمبلی ہیں اور اس کے 5 حلقہ چمپدانی، پندوا، چندی ٹالا، پرسورہ، اور کھنا کو ہے، مشرقی ومغربی مدناپور جہاں مسلمان 11% ہیں اور ان دو اضلاع میں کل 33 اسمبلی آتے ہیں مشرقی مدناپور کے 5 حلقہ مغربی پنسیکورہ، مشرقی پنسیکورہ، نندی گرام نندا کمار اور اگرہ میں مسلم رہنما اپنی موجودگی درج کراتے رہے ہیں، اس کے علاوہ بانکورہ میں صرف 8% مسلم ہیں جہاں 12 اسمبلی ہیں لیکن اس ضلع بانکورہ میں صرف ایک کٹویسوا حلقہ میں ہی مسلم نمائندگی دیکھی جاتی ہے، اس طرح کل 84 حلقہ ایسے ہیں جہاں سے مسلم رہنما اپنی نمائندگی پیش کرتے رہے ہیں، یا ان حلقوں میں تھوڑی حکمت اپنائی جائے تو مسلم نمائندگی بڑھائی جاسکتی ہے۔

جلپائی گوڑی 13%، علی پورہ 9%، پرولیا 8% اور دارجلنگ میں 6% مسلم آبادی ہے جہاں سے کسی اسمبلی میں کوئی مسلم نمائندگی نہیں محسوس کی جاتی ہے، جب بھی الیکشن کا وقت آتا ہے ہندوستان کی ہر چھوٹی بڑی قومی وعلاقائی پارٹیاں اپنی تیاریوں میں لگ جاتی ہیں اور ہر انتخاب کے مدنظر سیکولر پارٹیوں کی نگاہیں مسلمانوں پر مرکوز ہوجاتی ہیں اور وہ مسلمانوں کو اپنی جانب راغب کرنے کے لئے اپنی حکمت تیار کرنے میں لگتی ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ کیا مسلمان اپنے کو اتنا طاقتور نہیں بناسکتے کہ ان پارٹیوں کو مسلمانوں کے سامنے جھکنے پر مجبور کیا جاسکے اور وہ مسلمانوں کے من پسند امیدواران کے حلقہ میں دے سکے، اس کے ساتھ ہی ان مسلمانوں کے مسائل کے حل کے لئے کوئی منصوبہ تیار کرسکے، مغربی بنگال میں مسلمانوں کی تقریباً پانچ گروپ اس بات کی کوشش کررہی ہیں کہ اس انتخاب میں مسلمانوں کا ووٹ بالکل تقسیم نہ ہو پائے ان گروپوں کی آپس میں کئی میٹنگ بھی ہوچکی ہیں، اس کے لئے لازمی ہے کہ مسلم کسی ایک نقطہ پر متحد ہوں، بہرحال مسلمانوں کو اتحاد قائم کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی نقطہ یا کسی بنیادی ایجنڈہ پر اتفاق کرنا ہوگا۔

غافل اپنی خودی پہچان

”ہم مسلمانوں سے کڑوی بات کہتے ہیں۔ تم نے جو زندگانی کا نمونہ پیش کیا ہے، اس میں کون سی جاذبیت ہے؟ پہلے تم جس راہ سے گزر جاتے تھے، نقش چھوڑ جاتے تھے، دیر تک تمہاری خوشبو محسوس ہوتی رہتی تھی، جیسے نسیم کی خوشگواری محسوس ہوتی رہتی ہے، مسلمان جدھر سے گذر گئے گلی کوچے معطر کر گئے اور جہاں سے چلے آئے، وہاں سے سفارشیں بھیجی گئیں کہ ہمارے ملک میں سب کچھ ہے، مسلمان نہیں ہیں، جنہیں دیکھ کر لوگ اپنی زندگی درست کریں اور ان کے مقدمات ومعاملات میں بے لاگ فیصلہ کریں، ان کی خواہش پر مسلمان بھیجے گئے، افسوس! اب تم ایسے بن گئے کہ تمہارے نہ ہونے سے ملک میں کوئی کمی محسوس نہیں ہوتی۔“

(مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ)

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائیل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کردیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
Mobile: 9576507798 رابطہ اور واٹس اَپ نمبر

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔

Facebook Page: http//@imaratshariah
Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah

اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کرسکتے ہیں۔ مزید مفید و دینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ imaratshariah@ کو فالو کریں۔

(مینیجر نقیب)